



جامعہ دارالتقویٰ
لاہور کاتھمان

دارالتقویٰ

جمادی الأولى ۱۴۴۱ھ
جنوری ۲۰۲۰ء

- ✽ پرویز مشرف کے خلاف عدالتی فیصلہ، مقتدرہ عقول کا رد عمل
- ✽ مدارس، خیر کے مراکز ✽ تین مسائل، تین سبق
- ✽ عقیدہ کے فضائل اور مسائل



دینی مسائل کے حل اور سوالات کے جوابات کے لیے
دارالافتاء جامعہ دارالتقویٰ کی طرف سے واٹس ایپ پر

مستند مفتی حضرات کا ایک پینل

آن لائن

03004113082

اوقات کار: صبح 8 تا نماز عشاء



جامعہ دارالتقویٰ کی جانب سے

واٹس ایپ (whatsapp) پر

دینی معلومات کا سلسلہ

جاری ہے۔

آپ بھی اپنے واٹس ایپ پر دینی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

دینی معلومات حاصل کرنے کے لیے

اپنے واٹس ایپ سے RINFO لکھ کر 03222333224 پر بھیجیں۔

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ
دارالتقویٰ
لاہور

بدعا حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد 9 جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ -- جنوری 2020ء شماره 5

زیر سرپرستی

حضرت مولانا عثمان صاحب

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عامر رشید صاحب

حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب

مجلس مشاورت

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مدیر

مولانا عبدالودود ربانی

مدیر مسئول

مفتی محمد اسامہ مولانا ذوالکفل

مجلس ادارت

جنوری 2020ء

فہرست

ماہنامہ دارالتقویٰ

اداریہ

فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ بدل خرچ: ۳۵۰ روپے

5 پرویز مشرف کے خلاف عدالتی فیصلہ۔۔ مقتدر حلقوں کا رد عمل مدیرمسؤل

خط و کتابت کا پتہ

درس قرآن

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ

9 اہل ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا اعلان مفتی عاشق الہی بلند شہری

متصل جامع مسجد الہلال

درس حدیث

چو برجی پارک لاہور

14 کتاب الایمان مولانا محمد منظور نعمانی

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے

مقالات و مضامین

مذکورہ پتہ پر مئی آرڈر کریں

فون نمبر:

17 شرعی اصلاحات کا استعمال۔۔۔ ضروری تنبیہ محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ

04235967905
03005553616

22 عقیقہ کے فضائل و مسائل مفتی عبدالرؤف کھروی

اس دائرے میں سرخ نشان
مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

27 ناروے میں قرآن کریم کی بے حرمتی مفتی محمد وقاص رفیع

Email Address
monthlydarultaqwa
@gmail.com

35 ”جہان دیدہ“ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

43 تین مسائل تین سبق مفتی ابولبابہ شاہ منصور

مقام اشاعت:

48 مدارس۔۔۔۔۔ خیر کے مراکز ضبطہ: مولانا لئیق احمد نعمانی

متصل جامع مسجد الہلال

56 سبق پھر پڑھ گرامر کا مفتی فیصل حمید

چو برجی پارک لاہور

62 آپ کے مسائل اور ان کا حل دارالافتاء و التحقیق

بینک اکاؤنٹ نمبر

66 جامعہ کے شب دروز عبدالودود ربانی

1001820660001

ٹائٹل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرسٹ

ایم آئی بی برانچ نوڈ 159 (مسلم کمرشل بینک)

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

حرفِ اولیں

پرویز مشرف کے خلاف عدالتی فیصلہ۔۔۔ مقتدر حلقوں کا ردِ عمل

پشاور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس وقار احمد سیٹھ کی سربراہی میں قائم خصوصی عدالت نے مشرفِ عداری کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے سابق صدر اور سابق آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کو آئین کی دفعہ 6(1) کے تحت آئین پاکستان کو سبوتاژ کرنے کے جرم میں سزائے موت سنادی۔ سابق صدر کے خلاف 3 نومبر 2007ء کو ملک میں ایمر جنسی نافذ کرنے، آئین معطل کرنے اور اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کو حراست میں لینے کے اقدام کے خلاف میاں نواز شریف کے دورِ حکومت میں ریفرنس سپریم کورٹ میں دائر کیا گیا جس کی سماعت کیلئے اس وقت کے چیف جسٹس سپریم کورٹ جسٹس افتخار محمد چودھری نے 20 نومبر 2013ء کو پشاور، سندھ اور لاہور ہائیکورٹ کے ایک ایک فاضل جج پر مشتمل خصوصی عدالت تشکیل دی۔

وفاقی حکومت نے اس کیس میں سینئر قانون دان محمد اکرم شیخ کو استغاثہ کی ٹیم کا سربراہ مقرر کیا جنہوں نے اپنے دلائل میں ملزم پرویز مشرف کے 3 نومبر 2007ء کے اقدام کو ماورائے آئین اور دفعہ 6(1) کے تحت آئین سے غداری کا جرم قرار دیا۔ اس بنیاد پر ملزم پرویز مشرف پر 31 مارچ 2014ء کو فردِ جرم عائد کی گئی جبکہ مشرف کی جانب سے میڈیکل بورڈ کا جاری کردہ انکی خرابی صحت کا سرٹیفکیٹ پیش کر کے حاضری سے استثنیٰ کی درخواست کی گئی اور پھر ایگزٹ کنٹرول لسٹ سے ان کا نام نکلوا کر انکی بیرون ملک جانے کی راہ ہموار کر دی گئی۔ جب مشرف مقررہ عدالتی مہلت تک عدالت میں پیش نہ ہوئے تو 19 جون 2016ء کو انہیں مفروضہ قرار دے دیا گیا۔ بعد ازاں سپریم کورٹ بھی انہیں ملک واپس آ کر اپنے کیس کا دفاع کرنے کی مہلت دیتی رہی مگر انہوں نے کسی عدالتی فیصلہ کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور چھ سال تک اس

مقدمہ کی سماعت مشرف کی عدم موجودگی میں ہوتی رہی۔ عدالت کے روبرو اس کیس کی 125 سے زائد سماعتیں ہوئیں، خصوصی عدالت نے فیصلہ کے لئے گزشتہ ماہ 25 نومبر کی تاریخ مقرر کی جس پر وفاقی وزارت داخلہ کی جانب سے کیس کا فیصلہ رکوانے کیلئے اسلام آباد ہائیکورٹ میں درخواست دائر کی گئی تاہم عدالت نے اسلام آباد ہائی کورٹ کا حکم ماننے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ سپریم کورٹ کا حکم ماننے کی پابند ہے۔ البتہ خصوصی عدالت نے مشرف کو اپنے دفاع کا مزید موقع دیا اور انہیں عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت کی۔ اس کے باوجود مشرف عدالت میں پیش نہ ہوئے اور ان کے وکلاء ان کی علالت کا جواز پیش کرتے رہے۔

خصوصی عدالت کے فیصلے پر دنیا بھر میں ملا جلا ردعمل سامنے آیا۔ اپوزیشن جماعتوں، وکلاء کی بڑی تعداد اور سول سوسائٹی نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا اور اسے آئین و قانون کی پاسداری کے لئے سنگ میل قرار دیا۔ اس کیس میں استغاثہ کے سابق سربراہ محمد اکرم شیخ اور سینئر قانون دان حامد خان نے اظہار خیال کرتے ہوئے فیصلے کو آئین اور قانون کے مطابق قرار دیتے ہوئے اسے آئین و انصاف کی پاسداری سے تعبیر کیا جب کہ عسکری ادارے اور حکومت کی طرف سے اس فیصلے کی کھل کر مخالفت کی گئی اور اسے انصاف کا قتل قرار دیا گیا۔ پاک فوج کے ترجمان ادارے آئی ایس پی آر نے اسلام آباد کی خصوصی عدالت کی جانب سے پرویز مشرف کو دی گئی سزائے موت پر سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ سے افواج پاکستان میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل آئی ایس پی آر میجر جنرل آصف غفور نے کہا کہ پرویز مشرف آرمی چیف، چیئر مین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور ملک کے صدر رہے ہیں انہوں نے 40 برس سے زائد عرصہ ملک کی خدمت کی، دفاع وطن کیلئے جنگیں لڑیں، وہ یقیناً کبھی عدار نہیں ہو سکتے۔ بیان کے مطابق پرویز مشرف کے خلاف فیصلہ صادر کرنے والی خصوصی عدالت کی تشکیل میں ضروری قانونی تقاضے اور ذاتی دفاع کے بنیادی حق کو نظر انداز کیا گیا، کیس میں آئینی اور قانونی تقاضے پورے نہیں کئے گئے۔ ایک شخص کے خلاف کارروائی چلائی گئی اور مقدمہ کا مجلت میں فیصلہ دیا گیا۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی مسلح افواج کو تو موقع ہے اس مقدمہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے مطابق انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں گے۔

وفاقی حکومت نے بھی نہ صرف اس فیصلے کو مسترد کیا بلکہ بیج کے سربراہ جسٹس وقار احمد کے خلاف ریفرنس اور فیصلے کے خلاف اپیل کا اعلان کر دیا۔ وزیر قانون نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے سابق فوجی صدر جنرل مشرف کے خلاف خصوصی عدالت کے تفصیلی فیصلے میں سے صرف پیرا نمبر 66 کا حوالہ دیا اور کہا کہ ”مجھ نہیں آتی کہ جج کو اس قسم کا فیصلہ دینے کی کیا اتھارٹی تھی۔ حکومت اس فیصلے کے خلاف اپیل کرے

گی اور عدالتی بیچ کے سربراہ کے خلاف سپریم جوڈیشل کونسل میں ریفرنس دائر کیا جائے گا۔

ملک کی سیاسی اور عدالتی تاریخ میں خصوصی عدالت کا یہ فیصلہ بلاشبہ تاریخ ساز ہے کیونکہ اس سے پہلے کسی عدالت کو مورائے آئین اقدام کے تحت جمہوری حکومت کا تختہ الٹانے والے کسی آمر کو اسکی زندگی میں یا اس کے جرنیلی اقتدار کے دوران آئین شکنی کی سزا دینے اور ان کا مورائے آئین اقدام کا عدم قرار دینے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ اسکے برعکس نظریہ ضرورت کے تحت جرنیلی آمروں کے مورائے آئین اقدام کو درست قرار دیکر آئینی تحفظ فراہم کیا جاتا رہا۔

جہاں تک خصوصی عدالت کے فیصلے کا تعلق ہے تو یہ حتمی نہیں ہے، اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی جائے گی اور کوئی نہیں جانتا کہ وہاں یہ معاملہ کتنے برس تک 'التوا' کا شکار رہے یا اسے تبدیل کر دیا جائے۔ سپریم کورٹ بھی اگر اس حکم کو برقرار رکھتی ہے تو صدر مملکت کے پاس پرویز مشرف کی سزا معاف کرنے کا اختیار موجود ہے، باوجود آپشن کھلے ہونے کے فوج کی طرف سے سخت رد عمل کا آنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ پرویز مشرف ایک ریٹائرڈ جنرل اور ایک سیاسی جماعت کا سربراہ ہے۔ عوام پرویز مشرف کو ریٹائرمنٹ کے بعد فوج کا حصہ نہیں سمجھتے، قوم فوج کے ساتھ بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور فوج کے خلاف کوئی بات نہیں سنا چاہتے۔ فوج اور پاکستان مختلف نہیں ایک نام ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مشرف اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں، انہیں پروٹوکول کے ساتھ باہر بھجوانے والوں کو جواب دینا چاہیے۔ قبل ازیں یہی میجر جنرل آصف غفور بارہا کہہ چکے ہیں کہ پرویز مشرف کے غیر آئینی اقدامات کا فوج سے کوئی تعلق نہیں وہ ان کا ذاتی فعل تھا۔ اب جب ان کے جرائم کی انھیں سزا سنائی گئی ہے تو یہ سزا عسکری ادارے کے خلاف کیسے ہوگی؟ فوج ہمارا باوقار اور قابل فخر ادارہ ہے کوئی ذی شعور فوج کے خلاف مہم جوئی کی حمایت کر سکتا ہے نہ ہی اس کے وقار پر کوئی سبھوتہ، لیکن ادارے کو بھی یہ سوچنا ہوگا کہ ایک ایسے شخص کی وکالت اور حمایت پر کمر بستہ ہو جانا جس کے جرائم کی بہت طویل فہرست ہو، اپنے ادارے کی ساکھ کو مجروح کرنے والی بات ہے۔

پرویز مشرف کی ملک کے لئے خدمات سے انکار نہیں، سوال یہ ہے کہ کیا ملک و قوم کے لئے چالیس سال خدمات انجام دینے والے کو ہر قسم کی قانون شکنی اور جرائم کے ارتکاب کا حق حاصل ہو جاتا ہے؟ کیا ایسا شخص آئین و قانون سے بالاتر ہو جاتا ہے؟ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ آئین پاکستان کو سبوتاژ کرنے اور ایمر جنسی نافذ کرنے کا فیصلہ پرویز مشرف کا تھا نہیں تھا تو سزا تہا پرویز مشرف کو کیوں؟ تو عرض ہے کہ یہ تو حکومت کے کرنے کا کام ہے پرویز مشرف کے معاونین کے خلاف آج بھی سپریم کورٹ میں

ریفرنس داخل کیا جاسکتا ہے۔ حکومت بسم اللہ کرے تاکہ اس کے دو نہیں ایک پاکستان کے خواب کو تعبیر مل سکے ”انصاف اور قانون سب کے لئے“ کا خواب بھی شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جسٹس وقار سیٹھ اور ان کے ساتھی ایک تاریخ ساز فیصلہ دینے پر تحسین کے مستحق ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ یہ فیصلہ قائم رہتا ہے یا اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ پرویز مشرف کو سزا ملتی ہے یا نہیں معافی دے دی جاتی ہے، خصوصی عدالت ملک کی تاریخ میں پہلی بار یہ اصول سامنے لانے میں کامیاب ہوئی ہے کہ آئین شکنی ایک قابل سزا جرم ہے اور ملک کی عدالتیں ہر قانون شکن کے ساتھ قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں۔ پاکستانی عدلیہ کی تاریخ بہت تابناک نہیں ہے۔ نظریہ ضرورت کے تحت دیے گئے کئی فیصلوں کے داغ اب بھی اس کے دامن پر موجود ہیں لیکن حالیہ فیصلے نے بلاشبہ عدلیہ کا وقار بحال کرنے کے علاوہ ججوں کی غیر جانبداری اور بے خوفی کی مثال قائم کی ہے۔ دوسری طرف ہم یہ بھی برملا کہتے ہیں کہ اس فیصلے کی آڑ میں قومی سلامتی کے ادارے کی تضحیک کی بھی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔ پاک فوج کی ان گنت قربانیاں لازوال اور بے مثال ہیں۔ دہشت گردی جیسے عفریت کو بوتل میں بند کرنا اور ملک کو امن و امان کا گہوارہ بنانے میں ہمارے جوانوں کی شہادتیں تاریخ کا روشن باب ہیں، دشمن کے دانت کھٹے کرنا اور اسے ناک رگڑنے پر مجبور کرنا بلاشبہ ہماری بہادر فوج کا ایسا کارنامہ ہے جس پر پوری قوم کو بجا طور پر فخر ہے۔

دریں حالات ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام ادارے اپنے آئینی دائرہ کار میں رہ کر کام کریں، ملک اس وقت بے یقینی اور گومگو کی تشویشناک صورتحال سے دوچار ہے۔ ریاستی اداروں کے درمیان تناؤ خطرناک حدوں کو چھو رہا ہے جو ملک کے محفوظ مستقبل کے لئے نیک شگون نہیں، اداروں کے مابین باہمی چپقلش کسی صورت ملک و قوم کے مفاد میں نہیں ہے۔ تمام اداروں پر لازم ہے کہ آئینی حدود میں رہ کر ملک کی سالمیت، تحفظ اور تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ آئین و قانون کی بالادستی تسلیم کریں اور مذکورہ فیصلے میں قانون کو اپنی راہ لینے دیں۔ ریاستی قانون کے آگے سرنگوں ہونا ہی ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں ہے۔

والسلام

عبدالودود ربانی

مدیر مسؤل

درس قرآن

مفتی عاشق الہی بلند شہری

اہل ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا اعلان

... سورة المومنین ... آیت نمبر 1 تا 11

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ
 مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا
 عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ
 فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ
 عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ
 فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ترجمہ:

”تحقیق ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں

سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو ادائیگی زکوٰۃ کا کام کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے یا ان باندیوں کے جن کے وہ مالک ہوں سو بلاشبہ وہ ان میں اپنی شرم کی جگہوں کو استعمال کرنے پر ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں سو جس نے اس کے علاوہ کچھ تلاش کیا تو وہ لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو میراث پانے والے ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اہل ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا اعلان

ان آیات میں اہل ایمان کی کامیابی کا اعلان فرمایا ہے اور اہل ایمان کی وہ صفات بیان فرمائی ہیں جن کا اہل ایمان کو کامیاب بنانے میں زیادہ دخل ہے۔ فرمایا (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) (تحقیق اہل ایمان کامیاب ہو گئے) اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو دنیاوی چیزوں کو دیکھ کر کامیابی کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ بادشاہ کامیاب ہے کوئی سمجھتا ہے مالدار کامیاب ہیں اور کوئی گمان کرتا ہے کہ بہت بڑی جائیداد والا کامیاب ہے کسی کے نزدیک وزیر کامیاب ہے کسی کے نزدیک سفیر، کوئی جمال کو کامیابی کا سبب سمجھتا ہے اور کسی کا فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص دنیاوی ہنر اور کمال میں ماہر ہو وہ کامیاب ہے۔ اللہ جل شانہ نے فرما دیا کہ اہل ایمان کامیاب ہیں۔ کیونکہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے وہاں اہل ایمان ہی کامیاب ہوں گے وہاں کی کامیابی کے بارے میں فرمایا (فَعَنْ زُحْرَجٍ عَنِ النَّارِ وَ أُذْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ) (جو شخص دوزخ سے بچا دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا سو وہ کامیاب ہو گیا)۔ اس کے بعد اہل ایمان کے اوصاف بیان فرمائے ان میں پہلا وصف یہ بیان فرمایا (جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں) خشوع کا اصل معنی ہے قلب کا جھکاؤ، جب مومن بندے نماز پڑھیں، ان کا پورا دھیان ظاہر اور باطناً نماز کی طرف رہنا چاہئے۔ نماز پڑھتے ہوئے نماز سے غافل نہ ہوں اور یہ ذہن میں رہے کہ میری نماز قبولیت کے لائق ہو جائے غفلت کی نماز خشوع کی نماز نہیں ہے جس میں یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ کیا پڑھا رکوع سجدہ ”تو چل میں آیا“ کے طریقے پر جلدی جلدی کر لیا، سجدہ میں مرغ کی طرح ٹھونگیں مار لیں، لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھ لی،

بار بار کپڑوں کو سنبھالا۔ مٹی سے بچایا داڑھی کو کھجایا۔ یہ سب چیزیں خشوع کے خلاف ہیں۔ ایک مرتبہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور داڑھی سے کھیل رہا تھا اسے دیکھ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا (لو خشع قلبہ لخشعت جوارحہ) (اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا یعنی اس کے اعضاء شریعت کے قواعد کے مطابق نماز میں اپنی اپنی جگہ ہوتے) نماز چونکہ دربار عالی کی حاضری ہے اس لیے پوری توجہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے تشبیک یعنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے، کھانے کا اور پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، چونکہ یہ چیزیں توجہ ہٹانے والی ہیں۔ ان کی وجہ سے خشوع و خضوع باقی نہیں رہتا جو دربار عالی کی حاضری کی شان کے خلاف ہے۔

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو برابر اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ رہتی ہے جب تک کہ بندہ خود اپنی توجہ نہ ہٹالے، جب بندہ توجہ ہٹالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بھی توجہ نہیں رہتی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۱)

حضرت ابو ذر (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو کنکریوں کو نہ چھوئے کیونکہ اس کی طرف رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

اہل ایمان کا دوسرا وصف بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا (وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ) (اور جو لوگ لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں) لغو ہر اس بات اور ہر اس کام کو کہتے ہیں جس کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہیں، مومن بندے نہ لغو بات کرتے ہیں نہ لغو کام کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان سے لغو باتیں کرنے لگے یا کچھ لوگ لغو کاموں میں لگے ہوں تو یہ حضرات اعراض کر کے کنارہ ہو کر گزر جاتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ قصص میں فرمایا ہے (وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ) (اور جب لغو بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ ہو جاتے ہیں)

اور سورۃ فرقان میں فرمایا (وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا) (اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغو بات پر گزرتے ہیں تو کریموں کے طریقہ پر گزر جاتے ہیں)۔

غور کر لیا جائے کہ جب لغوبات اور لغوکام (جس میں نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے) سے بچنے کی اتنی اہمیت ہے تو گناہوں سے بچنے کی کتنی اہمیت ہوگی؟ لغوبات لغوکام میں اگرچہ گناہ نہ ہو لیکن اس سے دل کی نورانیت جاتی رہتی ہے اعمال صالحہ کا ذوق نہیں رہتا زبان کو لغوباتوں کی عادت ہوتی ہے پھر یہ لغوباتیں گناہوں میں مشغولیت کا پیش خیمہ بن جاتی ہیں اور لغوبات اور لغوکام کا کیا یہ نقصان کم ہے کہ جتنے وقت لغوبات یا کوئی لغو کام کیا اتنی دیر میں قرآن مجید کی تلاوت یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو بہت بڑی دولت سے مالا مال ہو جاتے، لغوباتوں سے بہت بڑی دولت کو گنوا دیا۔ حضرت انس (رض) سے روایت ہے کہ ایک صحابی کی وفات ہو گئی تو ایک شخص نے کہا کہ اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے اس کی بات سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ تم اسے جنت کی خوشخبری دے رہے ہو ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی لایعنی بات کی ہو یا کسی ایسی چیز کے خرچ کرنے میں بخل کیا جو خرچ کرنے سے گھٹی نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۳۷)

(جیسے علم سکھانا تھوڑا سا نمک دیدینا کھانا پکانے کے لیے کسی کو آگ یا ماچس کی تیلی دیدینا وغیرہ وغیرہ) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَزَكُّهُ مَا لَا يَغْنِيهِ (انسان کے اسلام کی خوبی میں سے ایک یہ بات ہے کہ جو چیز اس کے کام کی نہ ہو اسے چھوڑ دے) حضرت لقمانؑ سے کسی نے کہا کہ آپ کو جو یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے کیسے حاصل ہوئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ سچی بات کہنے سے امانت ادا کرنے سے اور لایعنی کے چھوڑنے سے مجھے یہ مرتبہ ملا۔ (موطأ امام مالک) اہل ایمان کا تیسرا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا (وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ) (اور جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں) لفظ زکوٰۃ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے پاک صاف ہونے کے معنی پر دلالت کرتا ہے (اور اسی لیے مال کا ایک حصہ بطور فرض فقراء اور مساکین کو دینے کا نام زکوٰۃ رکھا گیا ہے کیونکہ اس سے نفس بھی بخل سے پاک ہوتا ہے اور مال میں بھی پاکیزگی آجاتی ہے) لغوی معنی کے اعتبار سے بعض مفسرین کرام نے آیت کا یہ مطلب بھی بتایا ہے کہ اپنے نفس کو برے اخلاق سے پاک رکھنے والے ہیں، انسان کے اندر سے بخل، حسد، حب جاہ، حب مال، ریا کے جذبات اٹھ کر آتے ہیں ان رذائل سے پاک ہونا اور نفس کو دباننا، نفس کی اصلاح کرنا یہ بھی (لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ) کا مصداق ہے اسی کو سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا (فَذِ افْلَحٍ مَنْ

تَزَكِيٍّ) (وہ شخص کامیاب ہو گیا جو پاک صاف ہو)۔

اہل ایمان کا چوتھا وصف یوں بیان فرمایا (وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْتَابِهِمْ حَافِظُونَ) (الایات الثلاث) اور جو لوگ اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے تو شرعی اصول کے مطابق شہوت پوری کر لیتے ہیں ان کے علاوہ کسی اور جگہ اپنی شرم کی جگہوں کو استعمال نہیں کرتے، بیویوں اور لونڈیوں سے شہوت پوری کرنا چونکہ حلال ہے اس لیے اس پر انہیں کوئی ملامت نہیں ان کے علاوہ اور کسی جگہ کو استعمال کیا تو یہ حد شرعی سے آگے بڑھ جانے والی بات ہوگی جس کی سزا دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔

آیت کی تصریح سے معلوم ہوا کہ متعہ کرنا بھی حرام ہے (جس کا روافض میں رواج ہے) کیونکہ جس عورت سے متعہ کیا جائے وہ بیوی نہیں ہوتی اسی طرح جانوروں سے شہوت پوری کرنا یا کسی بھی طرح شہوت کے ساتھ منی خارج کرنا یہ سب ممنوع ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں شرم کی جگہ کا استعمال نہ بیوی سے ہے نہ باندی سے، باندیوں سے قضائے شہوت کرنے کے کچھ احکام ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں، یاد رہے کہ گھروں میں کام کرنے والی نوکرانیاں باندیاں نہیں ہیں اگر ان سے کوئی شخص شہوت پوری کرے گا تو صریح زنا ہوگا کسی بھی آزاد عورت کو اگر کوئی شخص بیچ دے تو اس کا بیچنا اور خریدنا دونوں حرام ہیں اور اس کی قیمت بھی حرام ہے اگر کوئی شخص خرید لے گا اور اس خریدی ہوئی عورت سے شہوت والا کام کرے گا تو زنا ہوگا۔
مسئلہ: جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے اگر ان سے نکاح کر بھی لے تب بھی ان سے شہوت پورا کرنا حرام ہی رہے گا۔

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں اپنی بیوی اور شرعی لونڈی سے بھی شہوت والا کام کرنا حرام ہے اور یہ بھی (فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ) میں شامل ہے۔

(بقیہ حصہ اگلے شمارے میں۔ ان شاء اللہ)



از۔۔ معارف الحدیث

مؤلف:۔ حضرت مولانا منظور نعمانی

تط 3

کتاب الایمان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَانَوْى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ امْرَأَةٍ يَتَرَوُّهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَا جَرَ إِلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ”سب انسانی اعمال کا دار و مدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا و رسول کی رضا جوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ و رسول ہی کی طرف ہوئی (اور بے شک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس ہجرت الی اللہ و الرسول کا مقرر راجر ملے گا) اور جو کسی دنیاوی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ”مہاجر“ بنا تو (اس کی ہجرت

اللہ ورسول کے لیے نہ ہوگی، بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عند اللہ بس اسی کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

اس دنیا میں صرف ظاہر پر تمام فیصلے کئے جاتے ہیں اور آخرت میں نیتوں پر کئے جائیں گے۔ یہ عالم جس میں ہم ہیں اور ہم کو جس میں کام کرنے کا موقع دیا گیا ہے ”عالم ظاہر“ اور ”عالم شہادت“ ہے اور ہمارے حواس و ادراکات کا دائرہ بھی یہاں صرف ظاہر اور مظاہر ہی تک محدود ہے، یعنی یہاں ہم ہر شخص کا صرف ظاہر چال چلن دیکھ کر ہی اس کے متعلق اچھی یا بُری رائے قائم کر سکتے ہیں، اور اسی کی بنیاد پر اس کے ساتھ معاملہ کر سکتے ہیں، ظاہری اعمال پر سے ان کی نیتوں، دل کے بھیدوں اور سینوں کے رازوں کے دریافت کرنے سے ہم قاصر ہیں اسی لیے حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ وَاللَّهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ

(یعنی ہمارا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اور مخفی راز اللہ کے سپرد ہیں) لیکن عالم آخرت میں فیصلہ کرنے والا اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہوگا اور وہاں اس کا فیصلہ نیتوں اور دل کے ارادوں کے لحاظ سے ہوگا، گویا احکام کے بارے میں جس طرح یہاں ظاہری اعمال اصل ہیں اور کسی کی نیت پر یہاں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا، اسی طرح وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا، اور حق تعالیٰ کا فیصلہ نیتوں پر ہوگا، اور ظاہری اعمال کو ان کے تابع رکھا جائے گا۔

حدیث کی خصوصی اہمیت

یہ حدیث اُن ”جوامع الکلم“ میں سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن مختصر، مگر جامع اور وسیع المعنی ارشادات میں سے ہے جو مختصر ہونے کے باوجود دین کے کسی بڑے اہم حصہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور ”دریا بکوزہ“ کے مصداق ہیں، یہاں تک کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ ”اسلام“ کا ایک تہائی حصہ اس حدیث میں آ گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ ان ائمہ نے فرمایا مبالغہ نہیں ہے بلکہ عین حقیقت ہے، کیوں کہ اصولی طور پر اسلام کے تین ہی شعبے ہیں۔ ایمان (یعنی اعتقادیات) اعمال اور اخلاص، چوں کہ یہ حدیث اخلاص کے پورے شعبہ پر حاوی ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسلام کا ایک تہائی حصہ اس میں آ گیا۔۔۔ اور پھر

اخلاص وہ چیز ہے جس کی ضرورت ہر کام میں اور ہر قدم پر ہے، خاص کر جب بندہ کوئی اچھا سلسلہ شروع کرے خواہ وہ علمی ہو یا عملی تو وہ اس کا حاجت مند ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس کے سامنے ہو، اس لئے بعض اکابر نے اپنی مؤلفات کو اسی حدیث سے شروع کرنا بہتر سمجھا ہے چنانچہ امام بکائی نے اپنی ”جامع صحیح“ کو اور ان کے بعد امام بغوی نے ”مصابیح“ کو اور اسی حدیث سے شروع کیا ہے، گویا اسی کو ”فاتحہ الکتب“ بنایا ہے اور حافظ الحدیث ابن مہدی سے منقول ہے کہ جو شخص کوئی دینی کتاب تصنیف کرے اچھا ہو کہ وہ اسی حدیث سے اپنی کتاب کا آغاز کرے (آگے فرمایا) اور اگر میں کوئی کتاب لکھوں تو اس کے ہر باب کا آغاز اسی حدیث پاک سے کروں، اللہ تعالیٰ بخیر اتمام کی توفیق دے اور قبول فرمائے نیز اس ناچیز کو اور کتاب کے تمام ناظرین کو اخلاص و حسن نیت نصیب فرمائے۔



ملفوظات حکیم الامت

آج کل سکولوں، کالجز اور بہت سے مدارس میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ اور تقابلی کے مضمون کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اس کے متعلق حضرت حکیم الامت نے ارشاد فرمایا کہ جو طالب علم اپنے مذہب کی پوری معلومات نہ رکھتا ہو اور مذہب میں رسوخ نہ رکھتا ہو اس کے غیر مذہب کی کتابوں کا مطالعہ بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت جلد 24 سلسلہ ملفوظ نمبر 1162)

محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

بانی جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

شرعی اصطلاحات۔۔ ضروری تشبیہ!

ایمان و کفر، نفاق و الحاد، ارتداد و فسق

جس طرح نماز، زکاۃ، روزہ اور حج اسلام کے بنیادی احکام و عبادات ہیں اور دین اسلام میں ان کے مخصوص معنی اور مصداق متعین ہیں، قرآن و حدیث کی نصوص اور حضرت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے تعامل سے ان کی حقیقتیں اور عملی صورتیں واضح و مسلم ہو چکی ہیں اور چودہ سو سال میں اُمتِ محمدیہ اور اس کے علماء و محققین ان کو جس طرح سمجھتے اور عمل کرتے چلے آئے ہیں اس تو اتر و توارثِ عملی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

ان عبادات و احکام اور ان نصوص کی تعبیرات کو ان کے متواتر شرعی معانی سے نکال کر کوئی نئی تعبیر اور نیا مصداق قرار دینا یقیناً دین سے کھلا ہوا انحراف ہے۔ ٹھیک اسی طرح کفر، نفاق، الحاد، ارتداد اور فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں۔ دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص و متعین معنی اور مصداق ہیں۔ قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ نے قطعی طور پر ان کی تعیین و تحدید فرمادی ہے۔ ان الفاظ کو بھی ان شرعی معانی و مصداق سے نکالنا کھلا ہوا دین سے انحراف ہوگا اور ان کو از سر نو محلِ بحث و نظر بنانا اور اُمت

نے چودہ سوسال میں ان کے جو معنی اور مفہوم سمجھے اور جانے ہیں نو بہ نوتا و یلیں کر کے اُن سے ہٹانا کھلا ہوا الحاد و زندقہ ہوگا۔

ایمان کا تعلق قلب کے یقین سے ہے اور خاص خاص چیزیں ہیں جن کو باور کرنا اور ماننا ایمان کے لیے ضروری ہے۔ جو کوئی ان کو نہ مانے قرآن کریم کی اصطلاح اور اسلام کی زبان میں اس کا نام کفر ہے اور وہ شخص کافر ہے۔ جس طرح ترک نماز، ترک زکاۃ، ترک روزہ اور ترک حج کا نام فسق ہے، بشرطیکہ ان کے فرض ہونے کو مانتا ہو، صرف ان پر عمل نہ کرتا ہو۔ اور اگر انہی تعبیرات، صلاۃ، زکاۃ، صوم، حج کو اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص ان کو معروف و متواتر شرعی معنی سے نکال کر غیر شرعی معنی میں استعمال کرے یا ان میں ایسی تاویلیں کرے جو چودہ سوسال کے عرصہ میں کسی بھی عالم دین نے نہ کی ہوں تو اس کا نام قرآن کی اصطلاح اور اسلام کی زبان میں الحاد ہے۔ قرآن کریم نے ان الفاظ کفر، نفاق، الحاد، ارتداد کو استعمال فرمایا ہے اور جب تک روئے زمین پر قرآن کریم موجود رہے گا، یہ الفاظ بھی انہی معانی میں باقی رہیں گے۔

اب یہ علمائے اُمت کافر بیضہ ہے کہ وہ اُمت کو بتلائیں کہ ان کا استعمال کہاں کہاں صحیح ہے اور کہاں کہاں غلط ہے؟ یعنی یہ بتلائیں کہ جس طرح ایک شخص یا فرقہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد مومن ہوتا اور مسلمان کہلاتا ہے، اسی طرح ان ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے والا شخص یا فرقہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

نیز علمائے اُمت کا یہ بھی فرض ہے کہ ان حدود و تفصیلات کو یعنی ایمان کے تقاضوں کو اور ان کفریہ عقائد و اعمال و افعال کو متعین کریں جن کے اختیار کرنے سے ایک مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، تاکہ نہ کسی مومن کو کافر اور اسلام سے خارج کہا جاسکے اور نہ کسی کافر کو مومن و مسلمان کہا جاسکے، ورنہ اگر کفر و ایمان کی حدود اس طرح مشخص و متعین نہ ہوں تو دین اسلام با زبچہ اطفال بن کر رہ جائے گا اور جنت و جہنم افسانے۔

یاد رکھئے! اگر ایمان ایک متعین حقیقت ہے تو کفر بھی ایک متعین حقیقت ہے، اگر کفر کے لفظ کو ختم کرنا

ہے اور کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا ہے تو پھر ایمان و اسلام کا بھی نام نہ لو اور کسی بھی فرد یا قوم کو نہ مومن کہو نہ مسلمان، رات کے بغیر دن کو دن نہیں کہہ سکتے، تاریکی کے بغیر روشنی کو روشنی نہیں کہہ سکتے، پھر کفر کے بغیر اسلام کو اسلام کیونکر کہہ سکتے ہو؟ اور پھر یہ کہنا اور فرق کرنا بھی سرے سے غلط ہوگا کہ یہ مسلمانوں کی حکومت ہے اور یہ کافروں کی اور یہ تو اسلامی حکومت ہے اور وہ کفریہ حکومت ہے، پھر تو حکومت سیکولر اسٹیٹ یعنی لا دینی حکومت ہوگی۔ غرض کفر اور کافر کا لفظ ختم کرنے کے بعد تو اسلامی حکومت کا دعویٰ ہی بے معنی ہوگا یا پھر یہ لفظ ایکشن جیتنے کے لیے ایک دل کش نعرہ اور حسین فریب ہوگا۔

غرض یہ ہے کہ علماء پر کچھ بھی ہو رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ کافر پر کفر کا حکم اور فتویٰ لگائیں اور اس میں پوری پوری دیانت داری اور علم و تحقیق سے کام لیں اور ملحد و زندیق پر الحاد و زندقہ کا حکم اور فتویٰ لگائیں اور جو بھی فرد یا فرقہ قرآن و حدیث کی نصوص و تصریحات کی رو سے اسلام سے خارج ہو اس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اور قیامت نہ آجائے۔

چونکہ کفر و اسلام کے حکم لگانے کا معاملہ بے حد اہم اور انتہائی نازک ہے اور ایک شخص جذبات کی رو میں بھی بہہ سکتا ہے اور فکر و رائے میں غلطی بھی کر سکتا ہے، اس لیے علمائے امت کی ایک معتمد علیہ جماعت جب اس کا فیصلہ کرے گی تو وہ فیصلہ یقیناً حقیقت پر مبنی اور شک و شبہ سے بالاتر ہو جائے گا۔

بہر حال کافر، فاسق، ملحد، مرتد وغیرہ شرعی احکام و اوصاف ہیں اور فرد یا جماعت کے عقائد یا اقوال و افعال پر مبنی ہوتے ہیں، نہ کہ ان کی شخصیتوں اور ذاتوں پر، اس کے برعکس گالیاں جن کو دی جاتی ہیں ان کی ذاتوں اور شخصیتوں کو دی جاتی ہیں، لہذا اگر یہ الفاظ صحیح محل میں استعمال ہوتے ہیں تو یہ شرعی احکام ہیں، ان کو سب و شتم اور ان احکام کے لگانے کو دشنام طرازی کہنا یا جہالت ہے یا بے دینی، ہاں! کوئی شخص غیظ و غضب کی حالت میں یا ازراہ تعصب و عناد کسی مسلمان کو کافر کہہ دے تو یہ بے شک گالی ہے اور یہ گالی دینے والا خود فاسق ہوگا اور تعزیر کا مستحق اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی واقعی مسلمان کو کافر کہہ دے تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو درحقیقت ایک کافر کو کافر بتلانے والے اور مسلمانوں کو اس کے کفر سے آگاہ کرنے والے ہوتے ہیں، نہ کہ اس کو کافر بنانے والے، کافر تو وہ خود بنتا ہے۔ جب کفریہ عقائد یا اقوال و افعال کا اس نے ارتکاب کیا اور ایمان کے ضروری تقاضوں کو پورا نہیں کیا، تو وہ باختیار خود کافر بن گیا، لہذا یہ کہنا کہ مولویوں کو کافر بنانے کے سوا اور کیا آتا ہے؟! سراسر جہالت ہے یا بے دینی۔

اگر علمائے ایمانی حقائق اور اسلام کی حدود کی حفاظت نہ کرتے تو اسلام کا نام ہی صفحہ ہستی سے کبھی کا مٹ چکا ہوتا، جس طرح کسی حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی مملکت کی حدود کی حفاظت کرے اور ان کے تحفظ کے لیے فوجی طاقت اور دفاعی سامان جنگ وغیرہ کی تیاری میں ایک لمحہ کے لیے غافل نہ ہو، اسی طرح ایمان، اسلام، اسلامی معاشرہ، مسلمانوں کے دین و ایمان کو ملحدوں، افترا پردازوں اور جاہلوں کے حملوں سے محفوظ رکھنا علمائے حق اور فقہائے امت کے ذمہ فرض ہے۔

ابھی چند دنوں کا قصہ ہے جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اور حکومت پاکستان نے جہاد کا اعلان کیا اور پاکستان کی افواج قاہرہ اور عوام نے اس جہاد میں جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا تو بھارت کے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ پاکستان ”اسلامی حکومت“ نہیں ہے اور یہ لڑائی اسلامی جہاد نہیں ہے اور اگر ہے تو پھر ہندوستان بھی اسی طرح دارالاسلام ہے جس طرح پاکستان۔ اسلامی قانون نہ وہاں نافذ ہے نہ یہاں، مسلمان وہاں بھی رہتے ہیں، یہاں بھی۔ بھارت کو یہ کہنے کا موقع کیوں ملا؟ صرف اس لیے کہ نہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ ہے اور نہ اسلامی معاشرہ موجود ہے۔

یہ ہماری وہ کمزوریاں ہیں جن سے دشمن نے ایسے نازک موقع پر فائدہ اٹھایا، اگر اس ملک کے اندر نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا منکر مرزا غلام احمد قادیانی کی امت (مرزائی فرقہ) بھی مسلمان ہے اور پورے اسلام کے چودہ سو سالہ اسلامی عبادات و معاملات کے نقشہ کو مٹا ڈالنے والا اور جنت دوزخ سے صریح انکار کرنے والا غلام احمد پرویز اور اس کی جماعت بھی مسلمان ہے اور اگر قرآن کے منصوص احکام کو عصری تقاضوں کے سانچوں میں ڈھالنے والا، سنت رسول کو ایک تعالیٰ اصطلاح اور رواجی قانون بتلانے والا،

سود کی حرمت سے قرآن کو خاموش بنا کر حلال کرنے والا بھی نہ صرف مسلمان ہے، بلکہ اسلامی تحقیقاتی ادارہ کا سربراہ ہے تو پھر یاد رہے کہ محض قرآن کریم کو زردوزی کے سنہری حروف میں لکھوانے سے قرآن کی حفاظت قیامت تک نہیں ہو سکتی اور یہ دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے یا پھر عوام کو بے وقوف بنانے کا ہتھکنڈہ ہے۔

ابھی کل تک یہی طہرین مسلمانوں کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ قرآن مجید اس لیے نازل نہیں ہوا ہے کہ ریشمی رومالوں میں لپیٹ کر اس کو بوسے دیئے جائیں، پیشانی سے لگایا جائے اور سروں پر رکھا جائے، یہ تو مسلمانوں کے لیے ایک علمی قانون ہے، عمل کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔ پھر آج اس حقیقت سے یہ بے اعتنائی کیوں ہے کہ باہمی رضامندی سے زنا کو جرم نہیں قرار دیا جاتا۔ بینکاری سود کو شیر مادر کی طرح حلال قرار دے کر خود حکومت سود لے رہی اور دے رہی ہے۔ ریس کورس جیسی مہذب قمار بازی کے، شراب کی درآمد و برآمد اور خرید و فروخت کے لائسنس دیئے جا رہے ہیں۔ نکاح و طلاق و وراثت کا قانون سب صریح قرآن و سنت کی تصریحات کے خلاف جاری ہے۔ جرائم اور سزاؤں کا تو کہنا ہی کیا۔ غرض قرآن و سنت کو بالائے طاق رکھ کر قانون سازی کا سلسلہ جاری ہے اور زردوزی کے سنہری حروفوں میں لکھوا کر قرآن عظیم کی حفاظت کا اہتمام بھی کیا جا رہا ہے۔ نہایت صبر آزما حقائق ہیں۔

آخر مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ اتنے واضح حقائق کی فہم کی توفیق بھی سلب ہو گئی؟

اللہم اهد قومی فإنہم لا یعلمون



مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

استاذ و مفتی دارالعلوم کراچی

عقیقہ کے فضائل اور مسائل

بچوں کی پیدائش پر کچھ اعمال ولادت کے وقت مستحب ہیں اور بعض اعمال ولادت کے ساتویں دن مستحب ہیں۔ اکثر مسلمان ان سے ناواقف ہیں، اس لیے اکثر اس موقع پر وہ دریافت کرتے رہتے ہیں اور جو دریافت نہیں کرتے، وہ ان پر عمل کرنے سے محروم رہتے ہیں، اس بنا پر ذیل میں انہیں لکھا جاتا ہے تاکہ بچہ/بچی کے پیدائش کے بعد اپنے اپنے وقت میں ان پر عمل کر کے ان کے فضائل و برکات حاصل کر سکیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین!

ولادت کے بعد مستحب اعمال

کان میں اذان و اقامت کہنا

☆ جب بچہ پیدا ہو تو اس کو نہلا ڈھلا کر، اور کپڑے پہنا کر سب سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان کہہ دیں، اور بائیں کان میں اقامت یعنی تکبیر کہہ دیں۔ (مشکوٰۃ شریف مع حاشیہ، ج: ۲، ص: ۳۵۹)

تحنیک کرانا

☆ اگر اس وقت کوئی بزرگ قریب ہوں اور موقع ہو تو ان سے تحنیک کرائیں، کیونکہ یہ سنت ہے۔ تحنیک یہ ہے کہ ان کی خدمت میں ایک دو کھجور پیش کریں اور وہ اپنے منہ میں اس کو چبا کر بچہ کے منہ میں

ڈال دیں (اور کچھ بچے کے تالو میں لگائیں) اور بچے کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں۔ (مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۳۶۲، و تملیخ فتح الملہم، ج: ۴، ص: ۲۰۰)

☆ (آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر شہد پر دم کر کے) تھوڑا سا شہد بچہ کو چٹانا بھی جائز ہے۔ اس سے بھی تحنیک (کی سنت ادا) ہو جاتی ہے۔ (تملیخ فتح الملہم، ج: ۴، ص: ۲۰۰)

ولادت کے ساتویں دن مستحب اعمال

عقیقہ کرنا

☆ جب کسی کے لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے ساتویں دن اس کا عقیقہ کر دیں، لڑکا ہو تو دو بکرے یا دو بکری یا دو دُنبے یا دو بھیڑ ذبح کر دیں، اور لڑکی ہو تو ایک بکرا یا ایک بکری وغیرہ ذبح کر دیں یا گائے میں لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کا ایک حصہ لے لیں یا پوری گائے سے عقیقہ کر لیں، سب جائز ہے۔

☆ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہ ہو اور وہ لڑکے کی طرف سے ایک بکرا یا ایک بکری ذبح کر دے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (تنقیح الحامدیہ، ج: ۲، ص: ۲۳۳)

☆ اور اگر کوئی بالکل ہی عقیقہ نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں، کیونکہ عقیقہ کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔ (مشکوٰۃ ج: ۲، ص: ۳۶۳ و بہشتی زیور، ج: ۳، ص: ۴۳)

☆ ولادت سے پہلے عقیقہ کرنا جائز نہیں، اگر کوئی کرے گا تو وہ عقیقہ نہ ہوگا، بلکہ یہ ذبیحہ گوشت کھانے کے لیے ہوگا۔ (المجموع شرح التہذیب، ج: ۹، ص: ۲۴۵)

دعاء عقیقہ

☆ جب کسی لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے تو ذبح کرنے والا یہ دعا کرے:

”بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَالْيَك عَقِيْقَةُ فُلَانٍ۔“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! یہ آپ کی رضا کے واسطے

محض آپ کی بارگاہ میں فلاں کے عقیقہ کا جانور ذبح کرتا ہوں۔“

اور یہ دعا کریں:

”اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ فَاِنَّ دَمَهَا بِدَمِهِ وَ لَحْمَهَا بِلَحْمِهِ وَ عَظْمَهَا بِعَظْمِهِ

وَجَلَدَهَا بِجَلْدِهِ وَسَعَّرَهَا بِسَعْرِهِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَائِي لِابْنِي مِنَ النَّارِ۔“ (تنقیح

الحامدیہ، ج: ۲، ص: ۲۳۳)

ترجمہ: ”یا اللہ! یہ میرے بیٹے/ بیٹی کا عقیقہ ہے، لہذا اس کا خون اس کے خون کے بدلہ، اس کا گوشت اس کے گوشت کے بدلہ، اس کی ہڈیاں اس کی ہڈیوں کے بدلہ، اس کی کھال اس کی کھال کے بدلہ، اس کے بال اس کے بالوں کے بدلہ میں ہیں، یا اللہ! اس کو میرے بیٹے/ بیٹی کے بدلہ دوزخ سے آزادی کا بدلہ بنا دے۔“

عقیقہ کے مسائل

☆ جس جانور کی قربانی جائز ہے، اس میں عقیقہ کرنا بھی جائز ہے، جیسے: اونٹ، گائے، بھینس، بکرا وغیرہ اور اونٹ، گائے میں عقیقہ کے سات حصے رکھ سکتے ہیں، مثلاً کسی شخص کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہو اور وہ ان سب کے عقیقہ میں ایک گائے یا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ (ہندیہ، ج: ۵، ص: ۳۰۴)

☆ گائے، بیل وغیرہ میں کچھ حصے قربانی کے اور کچھ حصے عقیقہ کے رکھنا جائز ہے۔ (ہندیہ، ج: ۵، ص: ۳۰۴)

☆ جس جانور کی قربانی جائز نہیں، جیسے: ہرن، بیل گائے وغیرہ، اس سے عقیقہ کرنا بھی جائز نہیں، اور جس جانور کی قربانی جائز ہے، جیسے: گائے، بیل اور بکرا وغیرہ، اس سے عقیقہ بھی درست ہے۔ (ہندیہ، ج: ۵، ص: ۳۰۴)

☆ عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کرنا مستحب ہیں: ایک حصہ صدقہ کر دیں، ایک حصہ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو دے دیں، اور ایک حصہ گھر میں رکھ لیں۔ (ہندیہ، ج: ۵، ص: ۳۰۴)

☆ عقیقہ کے گوشت سے دعوت کرنا بھی جائز ہے، نیز عقیقہ یا قربانی کا گوشت ولیمہ کی دعوت میں استعمال کرنا جائز ہے۔ (شامیہ، ج: ۶، ص: ۳۲۶ اور مأخذہ بہشتی زیور کا حاشیہ، ج: ۳، ص: ۴۳)

سر کے بال منڈوانا

☆ بچہ/بچی کی ولادت کے ساتویں دن سر کے بال منڈوا دیں، خواہ پہلے سر منڈوا لیں، پھر عقیقہ کریں یا پہلے عقیقہ کریں، پھر سر کے بال منڈوا لیں، دونوں طرح جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ پہلے بچہ کے سر کے

بال منڈوائیں، پھر عقیقہ کا جانور ذبح کریں۔ (حاشیہ بہشتی زیور، ج: ۳، ص: ۴۳)

بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا

☆ بچہ/بچی کے سر کے بال منڈوانے کے بعد بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی خیرات کر دیں (چاندی سے اس کا اندازہ رقم میں تقریباً پانچ سو روپے سے ایک ہزار روپے تک ہے، یہ رقم صدقہ کر دیں) اور بالوں کو کسی جگہ دفن کر دیں۔ (مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۳۶۲)

☆ لڑکے اور لڑکی کا سر منڈوانے کے بعد اگر زعفران میسر ہو تو تھوڑا سا زعفران پانی میں گھول کر روئی وغیرہ سے اس کے سر پر لگا دیں اور اگر زعفران نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، کیونکہ یہ عمل بہتر ہے، ضروری نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۳۶۲)

ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکنے کا حکم

☆ اگر کوئی ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکے تو آئندہ جب کرے ساتویں دن کا خیال کرنا مستحب ہے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جس دن لڑکا یا لڑکی پیدا ہو، اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دیں، مثلاً اگر لڑکا جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے تو جمعرات کو عقیقہ کر دیں اور اگر جمعرات کو بچہ پیدا ہوا ہے تو بدھ کو عقیقہ کر دیں، اس طرح جب بھی عقیقہ کیا جائے گا، وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ (شرح المہذب، ج: ۹، ص: ۲۴۵)

☆ اگر کوئی اس کا لحاظ کیے بغیر کسی بھی دن عقیقہ کر دے یا بقرعید کے دن قربانی کے ساتھ عقیقہ کر دے تو بھی جائز ہے۔ (مأخذہ بہشتی زیور کا حاشیہ، ج: ۳، ص: ۴۳)

☆ جس شخص کا پیدائش کے بعد عقیقہ نہ ہو اہو تو بعد میں اس کو اپنا عقیقہ کرنا جائز ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا۔ (شرح المہذب، ج: ۹، ص: ۲۴۵ و تنقیح الحامدیہ، ج: ۲، ص: ۲۳۳)

ختنہ کروانا

☆ اگر لڑکا پیدا ہو تو ولادت کے ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب ہے، کیونکہ ولادت کے ساتویں دن سے لڑکے کی بارہ سال عمر ہونے تک ختنہ کرانے کا مستحب وقت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ولادت کے ساتویں دن اُن کا ختنہ کروایا تھا اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے ساتویں دن اُن کا ختنہ کرایا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تیرہ سال کی عمر میں ختنہ کروایا تھا۔ (تکملة فتح الملہم، ج: ۵، ص: ۹)

بچہ کا نام رکھنا

☆ ساتویں دن لڑکے/لڑکی کا اچھا سا نام رکھ دیں، نام رکھنے میں ساتویں دن سے زیادہ تاخیر نہ کریں، اور ایسا نام نہ رکھیں جس کے معنی برے ہوں یا اس میں بڑائی کا یا بزرگی کا مفہوم نکلتا ہو، جیسے: عاصی یا عاصیہ، جس کے معنی نافرمانی کرنے والا اور نافرمانی کرنے والی کے ہیں، یا جیسے: شہنشاہ، اور امیر الامراء، اس میں بڑائی پائی جاتی ہے، یا جیسے ”برہ“ نیلو کار اس میں بزرگی پائی جاتی ہے۔ (تکملة فتح الملہم، ج: ۴، ص: ۲۱۴)

☆ لڑکے/لڑکی کی ولادت کے دن نام رکھنا بھی جائز ہے۔ (تکملة فتح الملہم، ج: ۴، ص: ۲۲۰)

☆ لڑکے/لڑکی کا نام کسی نیک اور بزرگ سے رکھوانا مستحب ہے، وہ اپنی پسند سے بچہ/بچی کا کوئی نام رکھ دے۔ (تکملة فتح الملہم، ج: ۴، ص: ۲۲۰)

برانا نام بدل دینا چاہیے

☆ اگر کسی لڑکے یا لڑکی کے نام کے معنی اچھے نہ ہوں، اس کو بدل دینا چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا، جیسے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پہلا نام ”برہ“ تھا جس کے معنی: نیکی اور بھلائی کے ہیں، جس میں اپنی بزرگی کا پہلو نکلتا ہے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بدل کر ”زینب“ رکھ دیا۔ اسی طرح ایک شخص کا نام ”اصرم“ تھا، جس کا معنی ہے: ”زیادہ کاٹنے اور کترنے والا“، یہ معنی اچھا نہیں ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: نہیں، تم زارع ہو جس کا معنی ”کھیتی کرنے والا“ ہے۔

(بخاری و ابوداؤد)



تحریر: مفتی محمد وقاص رفیع

دارالافتاء جامع مسجد کلٹوم واہ کینٹ

ناروے میں قرآن کریم کی بے حرمتی پر عمر الیاس کی جرأتِ رندانہ کو سلام!

قرآن کریم خدائے لم یزل ولایزال وایزومتعال کا وہ ازلی، ابدی، مقدس کلام، معجز نظام ہے جو بذریعہ وحی افضل کائنات، فخر موجودات، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل حسب ضرورت تینیس (23) سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا نازل ہو کر ہم تک ناقابل شک تو اتر کے ساتھ اس طرح پہنچا ہے کہ اس میں ایک لفظ کیا ایک زبر، زیر اور پیش بلکہ ایک نقطہ تک کا بھی تغیر و تبدل نہیں ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر دنیا محو حیرت ہوگئی۔ اس کے سامنے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء اور پڑھے لکھے دانش ور لوگوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اس کے الفاظ و کلمات کی سحر انگیزی کے سامنے پتھر دل لوگ بھی موم ہو گئے۔ اس کے معانی و مطالب کے بحر ناپیدا کنار میں راسخین فی العلم ہمیشہ غوطہ زن رہے۔ اس کے فوائد و ثمرات سے تمام عالم انسانیت مستفیع رہا۔ اس کے انوارات و برکات سے مسلمان کیا غیر مسلم بھی مستفیض ہوتے رہے۔ اس کا قیامت تک آنے والے دنیا بھر کے تمام انسان و جنات کو یہ چیلنج ہے کہ باہم ایک دوسرے کے معاون و

مددگار بن کر اس جیسا ایک کلام پیش کریں، لیکن عرب و عجم، مشرق و مغرب کے بلند پایہ فصحاء و بلغاء، نثر نگار و شعراء، دانش و روا دباء اور ماہرین لغات اس جیسی ایک آیت پیش کرنے سے قاصر ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے اور یہ کلام بلاغت نظام ان شاء اللہ! قیامت کی صبح تک اسی آب و تاب کے ساتھ چمکتا دکھتا رہے گا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ چیلنج دیا کہ اے پیغمبر! (ﷺ) آپ کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور جنات اس کام پر اکٹھے بھی ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام بنا کر لے آئیں، تب بھی وہ اس جیسا نہیں لاسکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کی کتنی مدد کر لیں۔“ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۷/ ۸۸) جب دنیا قرآن کریم جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہوگئی اور اُلٹا یہ کہنے لگ گئی کہ یہ قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے گھڑا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرا چیلنج یہ دیا کہ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ پھر تو تم بھی اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں بنا لاؤ، اور (اس کام میں مدد کے لئے) اللہ کے سوا جس کسی کو بلاسکو، بلا لو، اگر تم سچے ہو!“ (سورۃ ہود: ۱۱/ ۱۳) جب قرآن مجید کی دس سورتیں پیش کرنے سے بھی دنیا عاجز ہوگئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا چیلنج یہ دیا کہ اگر تم اس قرآن کے بارے میں ذرا بھی شک میں ہو تو جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ! اور اگر سچے ہو تو اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو!“ (سورۃ بقرۃ: ۲/ ۲۳) اسی طرح سورۃ یونس میں چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”کیا پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے؟ کہو کہ پھر تو تم بھی اس جیسی ایک سورت (گھڑ کر) لے آؤ! اور (اس کام میں مدد لینے کے لئے) اللہ کے سوا جس کسی کو بلاسکو بلا لو، اگر سچے ہو!“ (سورۃ یونس: ۱۰/ ۳۸) جب دنیا قرآن مجید کی ایک سورت کی طرح کوئی ایک سورت بھی پیش نہ کر سکی اور اُلٹا یہ کہنے لگی کہ پیغمبر نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے؟ تو پھر اللہ تعالیٰ نے چوتھا چیلنج یہ دیا کہ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ ان صاحب نے یہ (قرآن) خود گھڑ لیا ہے؟ اگر یہ واقعی سچے ہیں تو اس جیسا کوئی کلام (گھڑ کر) لے آئیں! (یعنی کم از کم قرآن مجید کی آیت کی طرح ایک آیت ہی پیش کر دیں!) (سورۃ طور: ۵۲/ ۳۳، ۳۴) بلکہ آخر میں تو پانچواں اور آخری چیلنج یہ بھی دے دیا کہ: ”یہ کام یقیناً وہ کبھی نہیں کر سکیں گے!“ (سورۃ بقرۃ: ۲/ ۲۳) لیکن تاریخ گواہ ہے کہ آج تقریباً ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اور قیامت کی صبح تک کوئی مائی کالعل ایسا پیدا نہیں ہوگا جو اس کے چیلنج کو قبول کر سکے اور قرآن حکیم کی فصاحت و بلاغت، جاہ و جلال اور اس کے جمال و خوب صورتی کے سامنے ایک سورت کیا ایک کلام بلکہ ایک کلمہ تک بنا

ڈالے۔

اس پاک کلام کا حق تو یہ تھا کہ دُنیا نے کفر اس کی صداقت و حقانیت کو تہ دل سے تسلیم کرتی، اس پر ایمان و یقین لاتی اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہوتی، کفر و شرک، ظلمت و جہالت اور قہر و جبر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس کی نورانی کرنوں کو مشعل راہ کے طور پر استعمال کر کے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ معلوم کرتی اور اُس کا قرب حاصل کرتی، لیکن افسوس کہ اُنہوں نے اس پاک کلام کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کی، اُس کی بے حرمتی و پامالی کی، اُس کی ردائے تقدیس کو پارہ پارہ کیا اور اُس کی حرمت و عظمت کا جنازہ نکالا، چنانچہ کسی نے اسے نذر آتش کیا تو کسی نے اُس کو گٹر میں پھینکا، کسی نے اُس کو جوتوں تلے روندنا تو کسی نے اُس کو پارہ پارہ کر کے کچرہ دان میں ڈالا، کسی نے اُس کے اندر فحاشی و عریانی کی برہنہ تصاویر چھاپیں تو کسی نے اُس پٹاخوں میں استعمال کر کے اسے جلا کر رکھ بنا دیا۔

چنانچہ اسی طرح کا ایک افسوس ناک واقعہ 21 نومبر 2019ء کو ناروے کے شہر کرستین سینڈ میں اُس وقت پیش آیا جب اسلام مخالف تنظیم ”سیان“ کے کارکنوں نے ایک ریلی نکالی جس میں تنظیم کے لیڈر لارس تھورسن نے قرآن مجید کی بے حرمتی کرتے ہوئے اسے نذر آتش کیا ہی تھا کہ وہاں موجود ایک تینیس سالہ فلسطینی مسلم نوجوان عمر الیاس تمام رکاوٹیں اور پولیس حصار توڑتا ہوا آگے بڑھا اور لارس تھورسن پر ٹوٹ پڑا، مسلمانوں کے ہیرو عمر الیاس کی مومنانہ جرأت کو دیکھ کر مزید مسلم نوجوانوں کو ہمت ملی اور وہ بھی ملعون تھورسن پر حملہ آور ہوئے جس پر پولیس اہلکاروں کی رگ شیطانیت پھڑک اٹھی اور انہوں نے عمر الیاس اور دیگر کئی مسلمان نوجوانوں کو گرفتار کر لیا جبکہ لارس تھورسن کو بھی حفاظتی تحویل میں لے لیا گیا۔

اس سے قبل تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ ادوار میں قرآن مجید کی بے حرمتی و پامالی سے متعلق کئی ایک واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا تو اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جی کی) کتابت کرنے لگا، لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو (معاذ اللہ!) کسی بات کا پتا ہی نہیں ہے، جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس عیسائی کو موت دی تو اسے عیسائیوں نے قبر میں دفن کر دیا، صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ وہ ان

کے دین سے بھاگ کر آیا ہے۔ لہذا انہوں نے اُس کے لئے دوسری قبر کھودی اور پہلے کی بہ نسبت بہت گہری قبر بنائی اور اس کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کیوں کہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے۔ لہذا ان لوگوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ عیسائیوں نے تیسری مرتبہ اُس کے لئے قبر کھودی اور اتنی گہری کھودی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح جب ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے پھر اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ تب انہیں یقین ہوا کہ یہ کام مسلمانوں کا نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔“ (صحیح بخاری)

اسی طرح اگر ماضی قریب کا جائزہ لیا جائے تو 2005ء میں افغانستان میں امریکا مخالف مظاہروں کا سلسلہ دس مئی کو اس وقت شروع ہوا جب امریکی جریدے ”نیوز ویک“ نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ گوانتا نامو بے جیل میں امریکی فوج کے تفتیشی افسروں نے مسلمان قیدیوں پر نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لیے قرآن کریم کے نسخوں کی بے حرمتی اور توہین کی۔ امریکی فوجیوں کی طرف سے اسلامی مقدسات کی توہین کے خلاف عالم اسلام کے احتجاج میں اضافے کے بعد امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس سمیت بعض دیگر امریکی حکام نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ان واقعات میں صداقت ہوئی تو ذمہ دار افراد کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے گی، لیکن امریکی حکام کے ان بیانات سے نہ صرف احتجاج میں کمی نہیں آئی ہے بلکہ سلسلہ پوری دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے۔ کیونکہ احتجاج کرنے والے امریکی حکام کے ان بیانات کو مسلمانوں کے غصے اور نفرت کو کم کرنے کے لیے ایک حربہ سمجھتے اور وہ امریکیوں کو جھوٹا بھی جانتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اسلام کی مخالفت اور اسلامی مقدسات کی توہین ایسی پالیسی ہے جس پر گیارہ ستمبر کے واقعات کے بعد سے بعض امریکی حکمران اور ذرائع ابلاغ عمل پیرا ہیں۔ اس بنا پر گوانتا نامو بے جیل میں قیدیوں پر تشدد اور اسلامی مقدسات کی توہین ایک سوچا سمجھا اقدام سمجھا جا رہا ہے کہ جس سے امریکی حکام باخبر ہیں۔ افغانستان کے عوام نے گذشتہ ساڑھے تین سال کے دوران امریکیوں کی رفتار و گفتار اور قول و فعل میں تضاد اور جھوٹ کو قریب سے دیکھا ہے۔ اسلام اور اسلامی مقدسات کی توہین اور مغربی اقدار کو فروغ دینے کے سلسلے میں منصوبہ بند سازشوں کے علاوہ افغانستان کے عوام نے اپنے ملک میں امریکیوں کے انسانیت سوز اقدامات کا

مشاہدہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کی توہین کے مرتکب افراد کو سزا دینے کے امر کی وعدے افغان عوام کے لیے قابل قبول نہیں ہیں کیونکہ افغانستان کے عوام دیکھ چکے ہیں کہ افغانستان کی عدالتوں میں کابل کی خصوصی جیل میں امریکی فوجیوں اور ان کے پٹھوؤں کے جرم ثابت ہونے کے باوجود امریکی حکام نے کس طرح ان مجرموں کی سزا میں کمی کرنے اور انہیں بچانے کے لیے کوشش کی تھی۔

مارچ 2011ء میں امریکی ریاست فلوریڈا کے قصبے گینس ویل میں اتوار کو ملعون پادری ٹیری جونز نے قرآن پاک کی شان میں گستاخی کے لئے ایک نام نہاد عدالت لگائی، جس کے بعد اس کے ساتھی ملعون پادری وائن ساپ نے قرآن پاک کے ایک نسخے کو آگ لگا دی۔ خبر رساں ادارے کے مطابق چرچ میں قرآن پاک کے خلاف ”مقدمہ“ چلایا گیا۔ ملعون ٹیری جونز نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کو (نعوذ باللہ) دہشت گردی اور دیگر جرائم کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اس کے بعد ”جیوری“ نے آٹھ منٹ تک غور و خوض کیا اور پھر ”سزا“ سنائی۔ اس دوران قرآن پاک کو ایک گھنٹے تک مٹی کے تیل میں ڈبوئے رکھا گیا۔ ملعون پادریوں نے شیطانی عدالتی کارروائی کے بعد قرآن کو نکال کر پینٹل کے ایک ٹرے میں چرچ کے عین درمیان رکھا۔ ملعون ٹیری جونز کی نگرانی میں دوسرے ذہنی دیوالیہ پادری وائن ساپ نے قرآن پاک کے نسخے کو آگ لگا دی۔ اس موقع پر چند لوگوں نے جلتے قرآن مجید کے نسخے کے ساتھ فوٹو بھی بنوائے۔ اطلاعات کے مطابق چرچ میں 30 کے قریب لوگ موجود تھے جن میں ایک خاتون سمیت اسلام سے مرتد ہونے والے 3 بد بخت بھی شامل تھے۔ ملعون ٹیری جونز کا کہنا تھا کہ میں نے ستمبر میں مسلمانوں کو خبردار کیا تھا کہ وہ اپنی کتاب کی حفاظت کر لیں اور اس کا دفاع کریں لیکن مجھے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو میں نے سوچا کہ حقیقی سزا دینے بغیر حقیقی ٹرائل نہیں ہو سکتا، اس لئے میں نے قرآن پاک کو (نعوذ باللہ) سزا دے دی ہے۔

قرآن پاک کو شہید کرنے کے موقع پر گینس ویل شہر میں زندگی معمول کے مطابق چلتی رہی۔ ملعون ٹیری جونز نے لوگوں کو چرچ کی اس کارروائی میں شرکت کے لئے دعوت نامے تقسیم کئے تھے، تاہم مقامی انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ ملعون ٹیری جونز نے اس سے ایک برس پہلے ستمبر میں قرآن پاک کو شہید کرنے کے اپنے مذموم عزائم کا اعلان کیا تھا، جس پر مسلمانوں کا شدید رد عمل سامنے آیا اور امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر اس نے اپنے منصوبے پر عمل کیا تو افغانستان میں امریکی

فوجیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ امریکی صدر بارک اوباما نے بھی اس وقت ٹیری جونز کی مذمت کی، جس پر ملعون پادری نے منصوبہ ترک کرنے کا اعلان کیا، تاہم اسے روکنے کے لئے کوئی مؤثر اقدامات نہیں کئے گئے، جب کہ اس کے بعد امریکی کانگریس کی کمیٹی نے مسلمانوں کے خلاف ایک متعصبانہ سماعت بھی کی، جس میں مسلمانوں میں دہشت گردی کے رجحانات کا جائزہ لیا گیا۔ یہ سماعت اس قدر تعصب پر مبنی تھی کہ امریکی کانگریس کے واحد مسلم رکن آبدیدہ ہو گئے۔ مبصرین کے مطابق اس سماعت کے بعد امریکہ میں اسلام مخالف انتہاء پسندوں کی حوصلہ افزائی ہوئی، کیوں کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کی دفعات کو اقلیت کے خلاف قرار دینے والے امریکہ نے اپنے ملک کی مسلم اقلیت کے خلاف امتیازی سلوک کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔“

اکتوبر 2015ء میں افغانستان کے صوبے غزنی ضلع رشیدان میں مقامی وقت کے مطابق دوپہر بارہ بجے کے لگ بھگ مجاہدین نے تنگی گاؤں کے رہائشی عبدالحکیم ولد عبد الرحیم کوسینکڑوں کے مجمع میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے جرم میں شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق سزا دی۔ واضح رہے کہ مذکورہ شخص نے کچھ عرصہ قرآن کریم کی بے حرمتی کی تھی اور مجاہدین نے انہیں گرفتار کر کے ان کے مقدمہ کو شرعی عدالت کے حوالے کر دیا تھا۔

جنوری 2017ء میں لاہور کے علاقے نشتر کالونی کے رہائشی ایک عیسائی پادری کو قرآن پاک کی بے حرمتی کے الزام پر گرفتار کیا گیا، جس کا نام بابوشہباز قرآن پاک کے صفحات پر تحریر تھا اور یہ اوراق کماہاں گاؤں کے قریب واقع عیسائیوں کے رہائشی علاقے کی گلیوں سے ملے تھے جس پر ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی۔

مارچ 2017ء میں ایک ہندو شخص نے مبینہ طور پر قرآن مجید کی بے حرمتی کر کے اُس کے اوراق کو نذر آتش کیا تو اُس کے جواب میں غصہ سے بھرے ہوئے ایک ہجوم نے جناح باغ چوک کے علاقے میں ایک ہندو مندر دھرم شالہ پر حملہ کر کے اُسے نذر آتش کر دیا۔ مقامی پولیس عہدیداروں کے مطابق قرآن مجید کی اس شخص کی جانب سے اہانت کی خبر جیسے ہی پھیلی تو برہم طلبہ اور ان کے مقامی دینی مدارس کے حامی افراد نے گروہ کی شکل میں جمع ہو کر اس شخص کو پھانسی دینے کا مطالبہ کیا۔

اپریل 2018ء میں ترکی کی بحریہ کے کسی ساحل پر ایک پرائیویٹ بحری جہاز پر قرض و سرود کی ایک محفل منعقد کی گئی، جس میں شرکا کی تعداد تقریباً تین ہزار سے بھی زائد تھی، ناچ گانا کرنے والیوں کی تعداد بھی خاصی تھی۔ اسرائیل سے خاص ناچ گانا کرنے والی لڑکیوں کو بھی بلایا گیا تھا۔ فنکشن میں 30 سے زائد عسکری قیادت کے جرنیل شریک تھے۔ انتہائی بے حیائی اور فحش مناظر پر مجلس چل رہی تھی کہ ترکی کے ایک جنرل نے ایک کیپٹن کے ذریعے قرآن کریم کا ایک نسخہ منگوا لیا اور اس سے پڑھنے کو کہا، اس نے جب پڑھا تو جنرل نے اس کی تفسیر پوچھی، اُس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس جنرل نے وہ نسخہ لیا اور اسے پھاڑ کے پھینک دیا، نسخے کے پھٹے ہوئے ٹکڑے ناچنے والیوں کے پیروں میں آنے لگے، اس جنرل نے کہا کہ اس قرآن کو نازل کرنے والا کہاں ہے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس قرآن کی حفاظت کرنے والا کہاں ہے؟ کون اس کی حفاظت اور اس کا دفاع کرے گا؟“ اُس کی یہ آواز سن کر اس کو لانے والے کیپٹن پر انتہائی خوف و لرزہ طاری ہو گیا، اور وہ تیزی سے اُس بھرے اڈے سے باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی ایک خوف ناک روشنی نظر آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اس پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سمندر پھٹ گیا اور اس میں سے آگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ لوگوں کے پھٹنے کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پورے بحری اڈے کو اٹھا کر سمندر سے اٹھنے والی خوف ناک لہروں کے درمیان پھینک دیا، اور اردگرد کے علاقے بھی زلزلے کی لپیٹ میں آ گئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ دوسرے علاقوں سے آنے والوں کی لاشیں بھی نہیں مل سکیں۔ قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے انتقام لے لیا۔

اپریل 2019ء میں ڈنمارک میں انتہائی دائیں بازو کی بنیاد پرست جماعت اسٹرام کرس کیلیڈر راسموس پاوڈان کے مسلمانوں کے گنجان آباد علاقے میں اشتعال انگیزی پر فساد پھوٹا۔ اسٹرام بلاڈٹ نامی اخبار کے مطابق یہ واقعہ کوپن ہیگن کے علاقے بلاگاڈس میدان میں اس وقت پیش آیا جب پاوڈان نے پولیس کے گھیرے میں جاری ایک مظاہرے کے دوران قرآن کریم کو ہوا میں پھینک دیا۔ اس بے حرمتی کے بعد وہاں موجود مسلمانوں نے پولیس پر پتھر پھینکے اور کوڑے دانوں کو نذر آتش کر دیا، جس پر پولیس نے

عوام کو منتشر کرنے کے لیے ایشک آورگیس کا بھی استعمال کیا۔ یہ پالوڈان وہی شخص ہے جس نے اس سے پچھلے ماہ 22 مارچ کو ڈیشن پارلیمنٹ کے سامنے نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران احتجاجاً قرآن کریم کو شہید کیا تھا۔

ابھی 25 نومبر 2019ء میں مراکش کی پولیس نے دار بیضاء کی ایک مسجد میں 40 سالہ مراکش خاتون کو قرآن پاک کی بے حرمتی پر گرفتار کیا۔ نیشنل سکیورٹی کے ادارے نے اعلامیہ جاری کر کے واضح کیا کہ یہ گرفتاری دار بیضاء شہر کے لیسا سفہ محلے کی ابو شعیب الدکالی مسجد میں پیش آیا۔ رواں ہفتے کے دوران پولیس کو رپورٹ ملی تھی کہ الحسنی محلے میں واقع 5 مساجد میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے واقعات ہوئے ہیں۔ اس کے بعد پولیس چوکس ہو گئی اور بے حرمتی کرنے والوں کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کی کارروائی شروع کر دی گئی تھی۔

یہ مغرب و یورپ کا وہ کریمہ المنظر اور سیاہ چہرہ ہے جس کی سیاہی اور بدنمائی خود تو اسے دکھائی نہیں دیتی، لیکن مسلمانوں کو وہ بڑے جوش و خروش سے امن و امان کی تعلیم سکھاتا ہے۔ خود کو امن پسند پابند اور مسلمانوں کو دہشت گرد باور کراتا ہے۔ لیکن حسب سابق اس مرتبہ بھی الحمد للہ! ایک ارب تیس کروڑ مسلمانوں کے شدید رد عمل نے پوری دنیا کے سامنے ناروے سمیت یورپ و مغرب کے سیاہ و بدنما چہرے سے امن پسندی کا نقاب الٹ کر اُس کو دہشت گرد اور اہل اسلام کو امن پسند ثابت کر دیا ہے۔

بنا بریں ہم حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ 157 اسلامی ممالک پر مشتمل اُس کے پلیٹ فارم او، آئی، سی (Organisation of Islamic) کا فوراً اجلاس بلائے اور اس میں کوئی مضبوط اور ٹھوس لائحہ عمل طے کر کے اقوام متحدہ میں اس مسئلے کو پیش کرے اور تمام اسلامی ممالک کی طرف سے مطالبہ کرے کہ لاس تھوس اور اس کے تمام ہم نواؤں کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ چلایا جائے اور اسے عبرت ناک سزا دے کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اگر یورپ و امریکہ اور مغربی اقوام ان ملعون پادریوں کے ہم نوا بنتے ہیں تو تمام اسلامی ممالک کے سربراہان کو چاہیے کہ ان سے سفارتی تعلقات منقطع کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی تمام پروڈیکٹس اور مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کریں۔



”جہان دیدہ“ بیس ملکوں کا سفر نامہ

سفر نامہ وہ بیانیہ ہے جسے مسافر سفر کے دوران یا منزل پر پہنچ کر اپنے تجربات اور مشاہدات کی مدد سے تحریر کا جامہ پہناتا ہے اور اپنی گزری ہوئی کیفیات سے دوسروں کو واقف کراتا ہے۔ راہ میں پیش آنے والے اپنے تجربے، استعجاب اور اضطراب کو اس طرح سے قلم بند کرتا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے نہ صرف پوری تصویر آجاتی ہے بلکہ اس مقام سے متعلق تمام معلومات مع تفصیل اس کے علم اور آگہی میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ ”جہان دیدہ“ بھی ایسا ہی ایک سفر نامہ ہے جو شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ کے سفر ناموں کا پہلا مجموعہ ہے جو بیس ملکوں کے سفر کی تفصیل اور روئیداد پر مشتمل ہے۔ قبل ازیں آپ ان صفحات پر حضرت مفتی صاحب کا سفر نامہ ”سفر در سفر“ پڑھ چکے ہیں جسے قارئین نے بہت پسند کیا۔ اب قسط وار ”جہان دیدہ“ شائع کیا جا رہا ہے جو نہایت دلچسپ اور اپنے اندر بیش بہا معلومات کا خزانہ لئے ہوئے ہے، امید ہے قارئین پسند کریں گے اور یہ سلسلہ ان کے علم و عمل میں اضافے کا باعث بنے گا۔ ان شاء اللہ

اولیائے کرام کے مزارات پر

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ کے مزار مبارک کے بعد اسی شام کو بغداد کے ایک قدیم قبرستان میں حاضری ہوئی جو ”مقبرہ باب الذیر“ کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں ایک چھوٹے سے احاطے میں

حضرت معروف کرخی، حضرت جنید بغدادی اور حضرت سرّی سقطی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ تینوں مزارات پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت معروف کرخی حضرت معروف بن فیروز کرخی دوسری صدی کے مشہور اولیائے کرام میں سے ہیں، حضرت علی بن موسیٰ الرضا کے آزاد کردہ غلام تھے اور ان کے ملفوظات و افادات صوفیاء کرام کے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہے ہیں۔

آپ ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن آپ کے بھائی عیسیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی زمانے سے ان کو عقیدہ توحید کے لئے چن لیا تھا، میں اور وہ ایک عیسائی استاد کے پاس پڑھا کرتے تھے، استاد ہمیں ”باپ، بیٹا“ کا عقیدہ سکھاتا، لیکن حضرت معروف کرخی جواب میں ”احد، احد“ فرماتے، اس پر استاد انہیں مارتے تھے، ایک مرتبہ استاد نے انہیں اتنا مارا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لاپتہ ہو گئے، ان کی والدہ رورور کر کہتی تھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے معروف کو میرے پاس لوٹا یا تو وہ جو دین چاہے گا اسے اختیار کرنے سے نہیں روکوں گی۔ کئی سال بعد واپس آئے تو ماں نے پوچھا بیٹا! تم کس دین پر ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ اسلام پر، اس پر والدہ بھی مسلمان ہو گئیں اور ہمارا پورا گھرانہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ (صفیۃ الصوفیۃ بن الجوزی ص 180 ج 2)

آپ ان اولیائے کرام میں سے ہیں جن پر کثرت نوافل سے زیادہ ذکر و فکر کا غلبہ تھا۔ ان کے ایک معاصر راوی ابو بکر بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں حضرت معروف کرخی کے پاس ان کی مسجد میں گیا۔ جب انہوں نے اذان شروع کی تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی قدس سرّہ پر اضطراب کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور جب موذن نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو ان کی ریش مبارک اور ابرو تک کے بال کھڑے ہو گئے اور وہ بے قابو ہو کر اس درجہ جھکنے لگے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ اذان پوری بھی کر سکیں گے یا نہیں۔

(حلیۃ الاولیاء لابن نعیم ج 8 ص 361)

ایک مرتبہ ایک حجام حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کا خط بنا رہا تھا، حضرت اس وقت تسبیح میں مصروف تھے۔ حجام نے کہا کہ ”آپ تسبیح پڑھتے رہیں گے تو موچھیں نہ بن سکیں گی۔“ حضرت نے فرمایا: ”تم اپنا کام کر رہے ہو، میں اپنا کام نہ کروں؟“

(ایضاً 362)

آپ کا معمول تھا کہ جو کوئی دعوت دیتا، سنت کے مطابق اس کی دعوت قبول فرمالیتے۔ ایک مرتبہ ایک ولیمہ میں گئے تو وہاں انواع و اقسام کے پرنکلف کھانے چنے ہوئے تھے۔ وہاں ایک اور صوفی بزرگ موجود تھے، انہوں نے یہ پرنکلف کھانے دیکھے تو حضرت معروف کرنخی سے فرمایا۔ ”آپ دیکھ رہے ہیں، یہ کیا ہے؟“ ان کا مقصد یہ تھا کہ اتنے پرنکلف کھانے مناسب نہیں، حضرت نے فرمایا کہ میں نے کھانے بنانے کو نہیں کہا تھا۔ پھر جوں جوں مزید کھانے آتے رہے، وہ صاف اپنی سابقہ شکایت دہراتے رہے۔ آخر میں حضرت معروف کرنخی نے فرمایا۔

انا عبد مدبر اکل ما یطعمنی، وانزل حیث ینزلنی

”میں تو غلام ہوں، میرا آقا جو کچھ کھلاتا ہے، کھاتا ہوں اور جہاں لے جاتا ہے، چلا جاتا

ہوں“ (ایضاً 364)

ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں دیکھا کہ ایک سقا آواز لگا رہا ہے، ”جو مجھ سے پانی پئے، اللہ اس پر رحم کرے۔ حضرت معروف کرنخی نے اس کی آواز سنی تو آگے بڑھ کر اس سے پانی مانگا اور پی لیا۔ کسی نے پوچھا کہ ”آپ تو روزے سے تھے؟“ فرمایا کہ ”ہاں! لیکن میں نے سوچا کہ شاید اس اللہ کے بندے کی دعا مجھے لگ جائے۔“ (اور روزہ نفلی تھا، بعد میں قضا کر لی ہوگی) (ایضاً 365)

ایک مرتبہ آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، سامنے سے ایک کشتی گزری جس میں کچھ بے فکر نوجوان گاتے بجاتے جا رہے تھے، کسی نے حضرت معروف کرنخی سے کہا دیکھئے یہ لوگ دریا میں بھی اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آئے، ان کے لئے بد دعا کر دیجئے۔ اس پر حضرت معروف کرنخی نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ:

”یا الہی! اے میرے آقا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ان نوجوانوں کو دنیا میں مسرتیں بخشی ہیں، ان کو جنت میں بھی مسرتیں عطا فرمائیے۔“

حاضرین نے کہا کہ ہم نے تو آپ سے بد دعا کے لئے کہا تھا، فرمایا کہ ”اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آخرت میں مسرتیں عطا فرمائیں تو ان کے دنیوی اعمال سے ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس میں تمہارا تو کوئی نقصان نہیں۔“ (صفیۃ الصفوۃ ص 181 ج 2)

حضرت معروف کرخیؒ کی وفات 200ء میں ہوئی اور یہ بات اہل بغداد میں مشہور تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر کی ہوئی دعا قبول فرماتے ہیں۔ خاص طور پر قحط کے زمانے میں بارش کی دعا۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ص 61 ج 1)

حضرت سری سقطیؒ

حضرت سری بن مغلس سقطیؒ (متوفی 251ھ) انہی حضرت معروف کرخیؒ کے خلیفہ خاص ہیں، اپنے زمانے میں تصوف اور عقائد کے امام تھے۔ امام شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ بغداد میں علم توحید پر سب سے پہلے انہوں نے ہی کلام کیا۔ (طبقات ص 630، ج 1)

امام ابو نعیم نے ان کا یہ زریں ملفوظ روایت کیا ہے کہ:

من ادعی باطن علم ینقض ظاہر حکم فہو غالط

جو شخص کسی ایسے علم کا دعویٰ کرے جو کسی ظاہری حکم شرعی کے خلاف ہو تو وہ خطا کا رہے۔ (حلیہ)

الاولیاء ص 121 ج 10)

حضرت سری سقطیؒ کو اس بات کا خصوصی اہتمام تھا کہ دین کے کسی کام میں طلب دنیا کا شائبہ نہ آنے پائے۔ چنانچہ وہ اپنے معتقدین سے کوئی ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ حدیہ کہ ایک مرتبہ انہیں کھانسی کی شکایت ہوئی تو ان کے معتقدین میں سے کسی نے کھانسی کے لئے ایک گولی اپنے بیٹے کے ہاتھ ان کے پاس بھیج دی، بیٹے نے گولی پیش کی تو حضرت نے پوچھا اس کی کیا قیمت ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ میرے والد نے مجھے قیمت نہیں بتائی۔ حضرت نے فرمایا ”اپنے والد کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہم پچاس سال سے لوگوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ اپنے دین کو دنیا خوری کا ذریعہ نہ بناؤ، آج ہم خود اپنے دین کے عوض دنیا خوری کیسے کریں؟ (حلیہ ص 117، ج 10)

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو اچھی حالت بخشی ہے، وہ سب حضرت معروف کرخیؒ کی برکت ہے، ایک دن میں نماز عید پڑھ کر واپس آ رہا تھا، تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخیؒ ایک پراگندہ بال بچے کو لیے کہیں جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ فرمایا کہ میں نے راستے میں دیکھا کہ بچے کھیل رہے ہیں اور یہ بچہ ان سے الگ اداس کھڑا ہے، میں نے اس سے پوچھا

کہ ”تم کیوں نہیں کھیلتے؟ اس نے جواب دیا کہ میں یتیم ہوں۔ حضرت سقظیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معروف کرخنیؓ سے پوچھا کہ آپ اس بچے کو ساتھ لے جا کر کیا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ کہیں سے گٹھلیاں جمع کر کے اسے دوں گا جس سے یہ اخروٹ خرید کر خوش ہوگا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ بچہ مجھے دے دیجئے میں اس کی دیکھ بھال کروں گا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ واقعی کرو گے؟ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا، لے جاؤ اللہ تمہارا دل غنی کرے۔

حضرت سرّی سقظیؓ فرماتے ہیں کہ: حضرت معروف کرخنیؓ کی اس دعا کی بدولت میرے دل کی یہ حالت ہوگئی کہ دنیا مجھے حقیر سے حقیر شے کے مقابلے میں بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ (حلیہ ص 123، ج 10)

یہ بھی حضرت سرّی سقظیؓ ہی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو کچھ لوگ عیادت کے لئے آئے۔ احادیث کی رو سے عیادت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ بیمار شخص سے بے تکلف نہ ہوں، ان کو مختصر طور پر بیمار پرسی کرنے کے بعد بیمار کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھنا چاہیے۔ تاکہ اسے تکلیف نہ ہو، لیکن حضرت سقظیؓ کی بیمار پرسی کرنے والے دیر تک ان کے پاس بیٹھے رہے، تکلف والے افراد کے دیر تک بیٹھنے سے بیمار کو طبعی طور پر تکلیف ہوتی ہے، حضرتؓ کو بھی ہوئی، جب کافی دیر گزر گئی تو آنے والوں نے کہا کہ دعا فرما دیجئے۔ اس پر حضرت سقظیؓ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: یا اللہ! ہمیں عیادت کے آداب سکھا دیجئے۔ (ایضاً ص 122)

حضرت جنید بغدادیؒ

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ حضرت سرّی سقظیؓ کے بھانجے بھی تھے اور ان کے خلیفہ بھی۔ آپ کے آباء و اجداد نہاوند کے باشندے تھے۔ لیکن آپ کی ولادت اور نشوونما عراق میں ہوئی۔ آپ صوفیائے کرام کے سرخیل ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ظاہرہ کے بھی زبردست عالم تھے، اور فقہ میں عموماً حضرت امام ابو ثورؒ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے جو امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں۔ (طبقات الشعرائی ص 72، ج 1)

امام ابو نعیم اصفہانی نے آپ کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے کہ جو شخص حافظ قرآن نہ ہو، اس نے کتب حدیث کا مشغلہ نہ رکھا ہو اور علم فقہ نہ حاصل کیا ہو، وہ اقتداء کے لائق نہیں۔ (حلیہ الاولیاء ص 255، ج 10)

آپ کے بے شمار ملفوظات اولیائے کرام نے محفوظ کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، جن میں علم و حکمت اور فراستِ ایمانی کے خزانے پنہاں ہیں۔ امام ابو نعیم اصفہانی نے اپنی مشہور کتاب حلیۃ الاولیاء کی دسویں جلد میں آپ کے ملفوظات تیس صفحات میں بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند بطور مثال پیش خدمت ہیں۔

(1) فرمایا کہ:

من ظن انه یصل ببذل المجہود فمتعن ومن ظن انه یصل بغیر بذل

المجہود فمتعن۔

جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ وہ اپنی کوشش سے اللہ تک پہنچ جائے گا، وہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال رہا ہے، اور جو شخص سمجھتا ہے کہ وہ بغیر محنت اور کوشش کے پہنچ جائے گا وہ خواہ مخواہ آرزوئیں باندھ رہا ہے۔ (صفحہ 267)

مطلب یہ ہے کہ بے عملی کے ساتھ آرزوئیں لگانا بھی غلط ہے اور محنت و کوشش کر کے اس پر ناز اور اعتماد کرنا بھی غلط، صحیح راستہ یہ ہے کہ کوشش میں لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و رحمت کا طلب گار ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم و رحمت ہی سے وصول ہوتا ہے۔ (2) فرمایا کہ:

لا تياس من نفسک وانت تشفق من ذنبک وتندم علیہ بعد فعلک

(ص 267)

جب تک تم اپنے گناہوں سے خائف ہو اور اگر کبھی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر ندامت محسوس کرتے ہو، اس وقت تک اپنے آپ سے مایوس نہ ہو۔

(3) آپ کے شیخ حضرت سری سقطیؒ نے آپ سے پوچھا کہ شکر کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے جواب

دیا:

الایستعان بشیئی من نعمہ علی معاصیہ

شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو اس کی معصیتوں میں استعمال نہ کیا جائے۔

حضرت سری سقطیؒ نے اس جواب کو بے حد پسند فرمایا۔ (119، 268 ج 10)

(4) فرمایا کہ:

الانسان لایعاب بما فی طبعہ، انما یعاب اذا فعل بما فی طبعہ (ص 269)

جب تک کوئی بری بات انسان کی طبیعت (دل) میں رہے، اس وقت تک وہ کوئی عیب نہیں، ہاں جب وہ طبیعت کی اس بات پر عمل کر لے تو یہ عیب کی بات ہے۔

یہ بعینہ وہ بات ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے مواعظ و ملفوظات میں ملتی ہے کہ جب تک رذائل کے مقتضاً پر عمل نہ کیا جائے، اس وقت تک وہ رذائل مضر نہیں ہوتے۔

(5) ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں پیش آنے والا کوئی واقعہ ناگوار نہیں ہوتا، اس لئے کہ میں نے یہ اصول دل میں طے کر رکھا ہے کہ یہ دنیا رنج و غم اور بلاء اور فتنہ کا گھر ہے، لہذا اس کو تو میرے پاس برائی ہی لے کر آنا چاہئے۔ لہذا اگر کبھی وہ کوئی پسندیدہ بات لے کر آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ اصل وہی پہلی بات ہے۔ (ص 270)

(6) ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ ”دنیا“ (جس سے پرہیز کی تاکید کی جاتی ہے) کیا ہے؟ فرمایا:

مادنا من القلب، و شغل عن اللہ

جو دل کے قریب آ جائے اور اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ (ص 274)

(7) ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ ”متی تصیر النفس داء ہا دواء ہا؟“ ایسا کب ہوتا

ہے کہ نفس کے امراض خود اس نفس کا علاج بن جائیں؟ آپ نے برجستہ جواب دیا:-

اذا خالف هواءها صار داءها دواءها

جب تم نفس کی مخالفت کرو تو اس کی بیماری ہی اس کا علاج بن جاتی ہے (ص 274)

یہ تو چند مثالیں ہیں، ورنہ آپ کے تمام ملفوظات اسی قسم کی حکمتوں سے لبریز ہیں۔ ابو بکر عطار کہتے

ہیں کہ حضرت جنید بغدادی کی وفات کے وقت میں ان کے پاس حاضر تھا، وہ اس وقت بیٹھے نماز پڑھ رہے

تھے اور سجدے کے وقت اپنے پاؤں کو دہرا کر لیتے تھے، یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کے پاؤں سے

روح نکل گئی اور اس کو حرکت دینا ممکن نہ رہا۔ لیکن آپ پھر بھی عبادت میں مشغول رہے۔ کسی نے کہا کہ

”آپ لیٹ جاتے تو اچھا تھا۔ فرمایا کہ: ”یہ تو اللہ کی طرف سے احسان کا وقت ہے۔ اللہ اکبر۔“ اور پھر اسی

حالت میں آپ کی وفات ہو گئی۔ سن وفات 297ھ ہے۔

ان تینوں بزرگوں کے مزارات ایک ہی احاطے میں واقع ہیں، اور ان کے آس پاس دور تک قبروں کا

ایک سلسلہ نظر آتا ہے۔ ان حضرات کے مزارات تو معلوم ہو گے، لیکن اس قدیم قبرستان میں نہ جانے علم

وفضل، زہد تقویٰ اور جہد و عمل کے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب روپوش ہوں گے۔ بغداد صدیوں تک عالم اسلام کا دار الحکومت، علماء و اولیاء اور مجاہدین و شہداء کا مرکز رہا ہے۔ اس کے قبرستانوں کا چہرہ چہرہ عالم اسلام کی برگزیدہ شخصیات کے انوار سے منور ہے، لیکن پندرہویں صدی کے ایک انجان مسافر کے لئے ان شخصیات کی تلاش اور پہچان ناممکن تھی۔ حضرت والد صاحب کا شعر یاد آ گیا

ڈھونڈیں ہم اب نفوش سبک رفتگاں کہاں؟

اب گردِ کارواں بھی نہیں کاروں کہاں؟

چنانچہ اجمالی طور پر قبرستان کے تمام مکینوں پر فاتحہ پڑھ کر آگئے روانہ ہوئے بغیر چارہ نہ تھا۔



عدل

مولانا عبید اللہ خالد

عدل کا شمار ان لازمی اوصاف میں ہوتا ہے جس سے جو معاشرہ متصف ہو تو ترقی کرتا ہے اور جس معاشرے میں یہ خوبی عنقا ہو۔ وہ معاشرہ تنزل اور تباہی کی گھاٹیوں میں گرتا چلا جاتا ہے۔ یہ عدل اگر قومی اداروں میں ہو تو انصاف اور فرد کی زندگی سے اس کا تعلق ہو تو توازن کہلاتا ہے۔ چنانچہ قوم اور فرد ہر دو حیثیت میں انصاف اور توازن کی اہمیت مسلمہ ہے اور اس کے بغیر نہ کوئی معاشرہ اور قوم پنپ سکتی ہے اور نہ کوئی فرد زندگی میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔۔ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ قومی سطح پر ہم کئی عشروں سے انصاف کا ماتم کر رہے ہیں مگر ہماری انفرادی زندگیوں سے بھی توازن اور میانہ روی غائب ہے۔ عدل کے معنی انصاف اور میانہ روی کے ہیں۔ اسلام نے ہر چیز میں عدل و انصاف اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ انصاف کا تقاضا شریعت کی نظر میں یہ ہے کہ جس کا جو حق بنتا ہے اسے دیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ میانہ روی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے تمام معاملات میں توازن اور اعتدال کو اختیار کرے اور کسی جذباتی یا ذاتی غرض یا خواہش کی بناء پر اعتدال کی راہ سے ادھر ادھر نہ ہو۔

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

استادورٹیس شعبہ تخصصات جامعۃ الرشید کراچی

تین مسائل، تین سبق

ترکی کی معاصر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے ان کے مسائل تین تھے، ”حسن اتفاق“ سے ہمارے مسائل بھی وہی تین ہیں۔ انہوں نے جس طرح سے اسے حل کیا، اس سے تین سبق ملتے ہیں۔ ”سوئے اتفاق“ ہے ہم انہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ترکی کی ترقی کے چند سطحی مظاہر (بس، ٹرین، صفائی کی گاڑیوں، خوبصورت فٹ پاتھوں وغیرہ) پر اکتفا کیے ہوئے ہیں۔ زیر نظر تحریر میں ہم مسائل اور اسباق کی تینوں اقسام پر ایک نظر ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

ترکی کے اسلام پسند 1995ء میں استاذ نجم الدین اربکان کی قیادت میں برسر اقتدار آگئے تھے، لیکن 1996ء میں فوج نے ان کا تختہ الٹ کر ان کی جماعت رفاہ پارٹی پر پابندی لگا دی۔ اس سے پہلے جب وہ اقتدار میں نہیں تھے، پہلے ”ملی نظام پارٹی“ اور پھر ”ملی سلامت پارٹی“ کے نام سے کام کر رہے تھے۔ تب بھی ان پر پابندی لگ چکی تھی۔ ترک فوج نے ”نیشنل سکیورٹی کورس“ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے جس کی آڑ میں زمام اقتدار ترک فوج اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے۔ یہ کونسل اسلام پسندوں کو کسی شکل اور کسی انداز میں چلنے نہ دیتی تھی۔ قارئین کو یاد ہوگا ہمارے یہاں کے ایک قبضہ گیر حکمران جنہوں نے آتے

ہی آدھی آستینوں والی بغل میں دو کتے بچے پکڑ کر تصویر کھینچوائی تھی اور فرمایا تھا کہ کمال اتاترک ان کے لیے مثالی شخصیت ہے۔

انہوں نے اتاترک کے انداز میں ایسا ادارہ یہاں بھی بنانے کی کوشش کی تھی، مگر ناکام رہے۔ استاذ اربکان نے نئی پہچان سے میدان میں واپس آتے ہوئے ”فضیلت پارٹی“ بنائی، جس پر 2001ء میں پھر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس چوتھی پابندی پر اسلام پسندوں میں سے ایک ذہین نوجوان طیب اردگان نے مسائل کی جڑ کو سمجھ کر اپنے لیے الگ راستہ منتخب کیا۔ جب مسائل کی بنیاد حل ہو گئی تو وہ بعد کے تین ضمنی مسائل کی طرف آ گیا۔ ان کو حل کرنے میں ایسی کامیابی حاصل کی کہ آج تک نہ تو کوئی اس پر پابندی لگا سکا ہے اور نہ عوام اس کا ساتھ دینے سے پیچھے ہٹے ہیں۔

”فریڈم فلویٹا“ نامی بحری قافلے میں شامل ”ماوے مرمرہ“ نامی جہاز جس میں ترک عوام کی طرف سے محصور فلسطینی مسلمانوں کے لیے امداد بھیجی گئی۔ اسرائیل کی سنگ دلی دیکھیے کہ اس امدادی جہاز پر، جس میں مختلف یورپی ممالک کے فلاحی کارکن بھی سوار تھے، حملہ کیا اور نو افراد شہید کر دیے۔ ترکی کے جری رہنما رجب طیب اردگان نے اسرائیل پر ایسا دباؤ ڈالا کہ اسے معافی مانگنے کے علاوہ ان شہدا کا خون بہا داکرتے ہی بنی۔ جہاز کی واپسی پر شہداء کے استقبال کے لیے ہزاروں افراد پر مشتمل جم غفیر جمع ہے۔

مذہبی ترکوں کا سب سے بڑا مسئلہ فوج اور اس کی پشت پر موجود مغربی ممالک تھے جو ان کے اسلامی ناموں سے چڑتے اور ان کی ترقی سے خائف تھے۔ اردگان نے فوج سے اُلٹنے یا سرمایہ دار مغرب سے ٹھاننے کے بجائے دامن کانٹوں سے بچا کر سیدھی سمت سفر جاری رکھا۔ اس نے اپنی جماعت کا نام سعادت یا فضیلت پارٹی کے بجائے ”ترقی و انصاف پارٹی“ رکھا۔ ایسا نام عموماً سیکولر پارٹیاں رکھتی ہیں، لیکن اس نام کے اندر چھپے کام کو تن دہی سے انجام دینے پر اسے سعادت و فضیلت بھی حاصل ہو گئی۔ اسلام پسندوں کے علاوہ لادین، بے دین یا درمیانے قسم کے ترکوں کی دلی حمایت بھی ساتھ ہو گئی۔ اسلامی ریاست کے سربراہ کا پہلا فرض عوام الناس کو ترقی اور انصاف فراہم کرنا ہے۔ یعنی دینی و دنیاوی ہر طرح کی ترقی اور ہر سطح پر کھلا اور دو ٹوک انصاف۔

صرف نام بدلنے سے اس نے اصل مسئلے اور تین بڑے ضمنی مسائل کا حل نکالنے کے ساتھ اپنے

کارکنوں کے لیے ترکی جیسے مغرب زدہ ملک میں لادین قوتوں کے ساتھ جاری معرکے میں درست سمت متعین کردی۔ اس کی ذہانت کو داد دیے بغیر رہا نہیں جاتا، جب انسان دیکھتا ہے کہ ایک تیر سے دو شکار کرتے ہوئے ایک طرف تو بظاہر کھلے ڈالے اسلامی نام اور مذہبی نعرے کے بجائے ایسا نام منتخب کیا جو قوم اور مغرب کو برا فروختہ نہ کرے، لیکن دوسری طرف اپنے کارکنوں کو یہ ذہن دے کہ تم نے ملک اور عوام کی ترقی کے لیے جُت جانا ہے، اور خود سے بھی اور دوسروں سے بھی کڑا انصاف کرنا ہے۔ آئندہ نہ کوئی ملکی ترقی میں رکاوٹ ڈالتے ہوئے ٹیکس چھپائے، نہ ملکی وسائل کو ضائع کرے یا قومی آمدنی میں خیانت کر کے اور نہ بے انصافی کرتے ہوئے ناجائز سفارش کرے، اور کسی نااہل کو قوم پر مسلط کر کے اپنی قربانیوں کا عوض اللہ سے لینے کے بجائے ہم سے اس کا بے جا مطالبہ کرے۔ تصور کیجیے! ایک نام کے اندر سو پیغام اور ایک دنیوی عنوان کرنے کے ہزار دینی کام چھپے تھے۔ فوج اور مغرب سے پنچہ آزمائی کے بعد ترکی کے اصل دنیوی مسائل تین تھے: (1) ملک بدترین معاشی بحران میں مبتلا تھا۔ اخراجات زیادہ اور آمدنی بہت کم تھی۔ (2) قومی محصولات وصول نہ ہو پاتے تھے۔ ٹیکس چوری عام تھی۔ طبقہ اشرافیہ سے کوئی ٹیکس نہ لے سکتا تھا اور عوام الناس دیتے نہ تھے۔ (3) بدعنوانی کے دیمک نے ترکوں کو اندر سے چاٹ رکھا تھا۔ اس میں ہر طرح کی بدعنوانی شامل تھی۔ ناجائز سفارش، غیر قانونی بھرتیاں، غبن، رشوت، خیانت۔ غرض بددیانتی کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جو ترک معاشرے میں سیکولر نظام نے رائج نہ کی ہو۔

طیب اردگان نے تمام مذہبی تحریکوں سے منفرد راستہ اختیار کرتے ہوئے اسلام کا نام نہ لیا، لیکن کام سارے کٹر بنیاد پرستوں والے کیے۔ قوم کو محنت و ایمانداری اور عدل و انصاف کی فراہمی کے ساتھ غیر ضروری اخراجات فوراً کم کر دیے۔ امتیازی مراعات روک دی گئیں۔ وزراء کی تعداد کم کر کے انہیں سادگی کا نمونہ بن جانے کا سبق پڑھایا۔ بین الاقوامی تجارت کو اتنا فروغ دیا کہ گذشتہ ادوار میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ٹیکس دہندگان کے لیے سہولتوں اور مراعات کا اعلان اور نادہندگان کے لیے سخت قوانین نافذ کیے۔ عوام کا اعتماد بڑھایا کہ آپ ریاست کو اس کا حق دیں، وہ غبن ہونے کے بجائے واپس شہریوں پر لگے گا۔ صرف 4 سالوں میں خسارے کا بجٹ منافع کے بجٹ میں تبدیل ہو گیا۔ مرد بیمار اٹھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے لگا۔ آئی ایم ایف کے چنگل سے ایسا نکلا کہ یہ سودخور اور خون نچوڑ ادارہ ترکی سے 5 ارب ڈالر

قرض لینے کی سوچ رہا ہے۔ ترقیاتی کام اتنی تیزی سے ہوئے گو یا جنات حرکت میں آگئے ہیں۔ ایرپورٹ 26 سے 50 ہو گئے۔ 2003ء سے 2011ء تک تقریباً 13500 کلومیٹر ایکسپریس وے تعمیر ہوئی جس سے حادثات 60 فیصد کم ہو گئے۔ صحت کو مفت یا سستا کر دیا گیا۔ معمر شہریوں کو وہ سہولتیں دی گئیں جن کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تعلیم کا بجٹ 5.7 بلین سے 34 بلین کر دیا گیا۔ درسی نصاب مفت کر کے ہر صوبے کو یونیورسٹی کے معاملے میں خود مختار کر دیا گیا۔ سیکولروں کی بدعنوانی کے ہاتھوں ستائی ہوئی ترک قوم کے لیے بنیادی انسانی ضرورتوں کی فراہمی کو اسلام پسندوں نے اپنا نصب العین بنا لیا۔ لوگوں کو تبدیلی اپنی آنکھوں سے نظر آنے لگی۔ ترکوں نے فیصلہ کر لیا وہ ترقی اور انصاف کی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو خصوصاً بدعنوانی اور محصولات چوروں کو ختم کرنے میں اردگان کا ساتھ دیں گے۔ چاہے وہ اسلام لائے یا خاموش اسلام کے راستے پر چلتا رہے۔ اردگان کا سفر ریاستی حقوق کی ادائیگی کے حوالے سے تیز ترین تھا، مگر ریاستی فرائض نافذ کرنے کے حوالے سے نرم و دل گیر۔ کامیابی کا تناسب حیرت انگیز بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ سبق ہمیں اس سے یہ ملتا ہے کہ مخالف قوتوں سے نمٹنے کا ایسا طریقہ ہونا چاہیے کہ وہ مزید بڑھنے اور آتش گیر ہونے کے بجائے یا راستہ چھوڑ دیں یا ہم نوا ہو جائیں۔ پوری تیاری سے پہلے ان کے خلاف کھڑا ہونے یا ان کو اپنے خلاف کھڑا کرنے کے بجائے کام میں لگن رہا جائے۔ اپنے بارے میں خوش فہمی اور سامنے والے کے بارے میں غلط فہمی سے بچا جائے۔ اپنی استعداد کا غلط اندازہ یا مقابل کی طاقت کا غیر حقیقی جائزہ واپس دھکیل کر وہاں پہنچا دیتا ہے جہاں سے سفر شروع ہوا تھا۔ یاد رکھنے کی دوسری اہم بات یہ ہے کہ عوام کی خدمت کے لیے ان کو وہ ریاستی حقوق اور بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں جو ان کا شرعی اور اسلامی حق ہے۔ ریاست وہ دینی ذمہ داریاں پوری کرے جو خلافت فاروقی کی پہچان ہیں اور عوام کا دل موہ لیتی ہیں۔ پھر آپ اسلام کا نام لیں یا نہ لیں، نعرہ لگائیں یا نہ لگائیں، لوگ آپ کے ساتھ اسلام سے بھی از خود محبت کریں گے۔ پھر جتنا آپ ان کو احکام شرعیہ کے دائرے میں لائیں گے، وہ اسے اپنا فرض سمجھ کر آتے جائیں گے۔

آخری سبق یہ کہ تحریکی کارکنوں کو صاف ہاتھ اور صاف دامن رہنا چاہیے۔ ان کی دیانت، احتیاط اور مشتبہات سے دوری عوام میں ایسا اعتماد پیدا کرتی ہے کہ وہ چندہ بھی دیتے ہیں بندہ بھی۔ جان بھی دیتے ہیں

اور آن بھی قربان کرتے ہیں۔ وہ وقت آجاتا ہے کہ لوگ ایک روپیہ عشر یا خراج چھپانے کو، یا بیت المال سے ایک درہم کی چوری کو ریاست کے ساتھ غداری اور اسلام سے منافقت سمجھتے ہیں۔ لوٹنے والے لٹانے والے اور لینے والے دینے والے بن جاتے ہیں۔ سفارش اور رشوت دو ایسے ناسور ہیں جن سے مذہبی تحریکوں کو پاک صاف ہونا چاہیے تاکہ وہ معاشرے کو تطہیر کے عمل سے گذاریں تو بدعنوانی کا عادی مجرم جزا کی اس تکلیف دہ عمل پر اس لیے تیار ہو جائے کہ خود مسیحا اس عمل سے گزر چکا ہے۔ اگر سربراہ اور نظریاتی کارکن اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھنے پر تیار ہوں تو شہری اور عوام ایک پتھر باندھنے پر خوشی خوشی تیار ہو جاتے ہیں۔

الغرض! تیاری کے بغیر طاقتور سے ٹکرانے سے اجتناب، دیانت و امانت کا اعلیٰ معیار قائم کرنے اور عوام کے معاشرتی مسائل و عملی مشکلات دور کرنے پر اتنا زور دینا جتنا دوسرے مظاہر دین پر دیا جاتا ہے۔ اسے بھی دین کا حصہ سمجھنا، وہ تین سبق ہیں جو ہمیں معاصر مذہبی تحریک کے تجزیے و مشاہدے سے ملتے ہیں۔ کیا یہ ”حسن اتفاق“ ہے کہ ہم انہی مسائل میں گھرے ہوئے ہیں جن میں شرک اسلام پسند ہم سے زیادہ شدت سے گھرے ہوئے تھے؟ پھر کیا یہ محض ”سوئے اتفاق“ ہے کہ ہم نہ اپنی ناکامیوں سے سبق لیتے ہیں نہ دوسرے کی کامیابی سے کچھ سیکھتے ہیں؟ اس دنیا کے کام اتفاقات سے نہیں ہوتے، بلکہ کوئی قوانین کے تحت ہوتے ہیں اور قوموں کی تقدیر پر وہی بلکہ کوئی قانون لاگو ہے جس کا بہت پہلے اعلان کر دیا گیا: ”اور اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت نہ بدلے۔“

بشکر یہ ضرب مؤمن



ضبط و ترتیب: لئیق احمد نعمانی

رفیق شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

مدارس۔۔۔ خیر کے مراکز

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طیب کا طلبہ سے خطاب

یکم دسمبر بروز اتوار جامعہ دارالتقویٰ میں خماسی امتحان کے نتائج و تقسیم انعامات کی منعقدہ تقریب میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مفتی محمد طیب صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد (دامت برکاتہم العالیہ) خصوصی طور پر مدعو تھے۔ آپ نے طلبہ و طالبات کو جو نصائح فرمائیں وہ سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ علماء و طلبہ کے لئے تو مفید ہیں ہی عامۃ الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ استفادہ عام کے لئے قارئین کی نذر کی جاتی ہیں۔

اس وقت اسٹیج پر آیت الخیر حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے فہم و بصیرت اور علم کے امین، اکابر اور مدارس کے ترجمان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) اور بڑے بڑے علمائے کرام تشریف فرما ہیں۔ میرے مخاطب اس وقت سامنے بیٹھے ہوئے عزیز طلبہ ہیں اور اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے حضرات کی برکت سے چند باتیں عرض کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

جتنے بھی ہمارے مدارس ہیں، مدارس کے منتظمین ہیں، مدارس کے اساتذہ کرام ہیں اس دور میں یہ ہمارے بہت بڑے محسن ہیں، خصوصاً آپ کا ادارہ مجھے قابل رشک نظر آتا ہے کہ انہوں نے پہلے آپ کو اسباق پڑھائے، آپ کو ایک اچھا جامع نظام مدرسہ کا دیا، اس میں رکھ کر آپ میں تعلیمی قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کی، پھر جب آپ کا امتحان ہوا اور امتحان میں آپ نے اعلیٰ نمبر لیے تو آپ کی حوصلہ افزائی کے لیے اتنی شاندار محفل منعقد کی کہ سالانہ جلسوں میں تو ایسی محفل دیکھا کرتے ہیں، لیکن تقسیم انعامات کے موقع پر طلبہ کی اتنی عظیم حوصلہ افزائی کو میں اس ادارے کی فراخ دلی محسوس کر رہا ہوں اور ان کا آپ کو سبق پڑھانا جس طرح احسان ہے، ایسے انعامات دینا یہ بھی احسان ہے، انعام کے لیے اتنی عظیم الشان مجلس منعقد کرنا یہ آپ کے اساتذہ کرام کی آپ کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اساتذہ کو اپنے دل کے اندر بٹھالیں۔ جتنی محبت ان اساتذہ کی اپنے سینے کے اندر بٹھائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی برکات اور ان کی توجہات اور ان کے علوم و فیوض آپ کے قلب و دماغ پر فائز فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

دنیا میں اس وقت مختلف نظام تعلیم ہیں بہت سارے نظام تعلیم چل رہے ہیں لیکن جو ہمارے مدارس کا نظام تعلیم ہے وہ استعداد اور قابلیت پیدا کرنے کے اعتبار سے دنیا کے نظاموں میں بہترین نظام ہے، آج کے اس دور میں مدارس بہت بڑی نعمت ہیں۔ ہمارے جامعہ کے فاضل نے فراغت کے بعد انگریزی زبان میں ایم فیل کیا اور اس وقت اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں استاد ہیں اور وہاں کے اچھے منتظمین میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ وہ رمضان میں اعتکاف میں میرے پاس آئے تو خود بتانے لگے کہ: امریکہ میں تین چار ماہ کا کوئی کورس تھا سکا لرشپ پر یونیورسٹی کی طرف سے وہاں پر گئے، اصول فقہ کا سبق پڑھانے کے لیے پروفیسر خاتون عیسائی تھی وہ اپنے فن ”فقہ“ میں ماہر بھی بہت تھیں، عربی زبان بھی ان کو اچھی آتی تھی۔ وہ ہم کو سبق پڑھاتی تھیں، اور ہماری یونیورسٹی سے جو طلبہ آئے تھے وہ دوطرح کے تھے ایک وہ تھے جو کالج کے ماحول سے آئے تھے اور ایک سال انہوں نے عربی پڑھی اور عربی پڑھ کر ہمارے اس نظام اصول دین میں شامل ہو گئے۔ ایک ہم مدارس کے لوگ تھے جو مدارس سے آئے تھے اور ایک سال ہم نے انگریزی پڑھی تھی اور انگریزی پڑھ کر اس اصول دین کے شعبہ میں آ گئے تھے۔ تو دونوں ملے جلے لوگ ہمارے یہاں پر موجود تھے کہنے لگے کہ وہ معلم آتی تھیں بات چیت کرتی تھیں اس لیے ان کو طلبہ سے شخصی طور پر بھی کچھ

تعارف تھا۔ ان کے پڑھانے کا انداز جیسا کہ بعض اساتذہ کا ہوتا ہے کہ طلبہ کو اپنے ساتھ مانوس کرتے ہیں تو وہ خاتون بھی اسی طریقے سے مانوس کر کے پڑھا رہی تھیں۔ وہ محسوس کر رہی تھیں کہ ان طلبہ میں تو کچھ ایسے ہیں جو مدارس عربیہ سے پڑھ کر آئے ہوئے ہیں اور ان کو یہ بھی پتا تھا کہ یہ فلاں فلاں طالب علم اسکول سے آئے ہوئے ہیں۔ مدارس کے طلبہ کی دو چیزوں سے وہ بہت متاثر تھیں کہنے لگے کہ ہمیں وہاں اساتذہ کی خدمت کا موقع تو نہیں ملتا تھا جیسے یہاں ملتا ہے باوجود کہ وہ خاتون عیسائی تھیں، لیکن جب ہم بات کرتے تھے یا ان کو پکارتے تھے تو جیسے یہاں ادب کے ساتھ اساتذہ سے بات کرتے تھے ویسی ہی وہاں پر بات کرتے تھے تو ہماری گفتگو سے اور ادب کے انداز سے بہت زیادہ متاثر تھیں وہ کہنے لگی کہ میں دنیا میں گئی ہوں ایسا ادب میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ جیسا ادب تم لوگوں کے اندر دیکھ رہی ہوں۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ جب ہمیں سبق پڑھاتی تھیں تو فقہ کے مسائل پر ہم ان سے سوالات کرتے تھے، جیسا ہمارا طریقہ ہوتا ہے کہ استاد سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے بزرگوں کا ارشاد بھی ہے۔

”ہر شاگرد جو چوں چراں نہ کرے یعنی اس کو بات سمجھ میں نہ آئے پھر بھی وہ سوال نہ کرے اور ہر وہ مرید جو چوں چراں نہ کرے تو حضرت مولانا یعقوب نانوتوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دونوں کو چراہگاہ کے اندر بھیج دینا چاہیے“ مرید کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ سمجھے بغیر شیخ کی بات پر عمل کریں اور شاگرد کا کام ہوتا ہے کہ جب تک بات سمجھ میں نہ آئے، استاد سے بات سمجھنے کی کوشش کرے اور ادب کے ساتھ استاد سے سوالات کرے، تو کہنے لگے کہ جب ہمیں بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو ادب کے ساتھ سوالات کرتے تھے، تو ان خاتون نے ایک دن پوچھا کہ آپ لوگ فقہ میں تخصص کر کے آئے ہیں، ہم نے کہا نہیں فقہ میں ہمارا تخصص نہیں ہے۔ درس نظامی میں جیسے دوسرے مضامین پڑھے ہیں ویسے ہی فقہ بھی ایک مضمون تھا اسے بھی ایک مضمون کے طور پر پڑھا ہے، انہوں نے کہا: جو آپ سوالات کر رہے ہیں، ایسے سوالات تخصص کیا ہوا آدمی تو کر سکتا ہے، لیکن جس نے سرسری پڑھا ہو صرف ایک مضمون کے طور پر پڑھا ہو وہ اتنے گہرے سوالات نہیں کر سکتا جتنے گہرے سوالات تم کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے مدارس میں پڑھنے، پڑھانے کا ایک نظام ہے، وہ نظام یہ استعداد پیدا کرتا ہے، اگرچہ ہم نے تخصص نہیں کیا، لیکن فن کے ساتھ اتنی مناسبت ہو جاتی ہے، استانی صاحبہ نے پوچھا کیا طریقہ ہے؟ ہم نے بتایا ہمارے

ہاں پہلے تو مطالعہ کا طریقہ ہوتا ہے اس کے بعد استاد کا سبق سننا ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر تکرار ہوتا ہے مذاکرہ ہوتا ہے یہ تین چیزیں ہمارے ہاں کتاب چلانے کے لیے لازمی ہوتی ہیں۔

انہوں نے کہا یہ تین چیزیں دنیا میں اس وقت نہیں ہیں یہ جو آپ کا نظامِ تعلیم ہے وہ آپ کے اندر یہ استعداد پیدا کرتا ہے، انہوں نے کہا کہ آپ کے جو مدارس ہیں یہ کتنے عرصے سے قائم ہوئے ہیں، ان کا اندازہ یہ تھا کہ آٹھ دس سال سے ایسے مدارس ہونگے، طالب علم نے کہا کہ: 200 سالہ غالباً یہ نظام ہے، انہوں نے بہت تعجب سے کہا کہ ایسے مدارس بھی آپ کے ہاں موجود ہیں جو اتنی گہری استعداد پیدا کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ان مدارس کی فنڈنگ کون کرتا ہے؟ کہاں سے آتی ہے؟ اس نے کہا کہ فنڈنگ کیا ہوتی ہے، یہ دس روپے، سو سو روپے جو عامتہ الناس دیتے ہیں ان کے تعاون سے چلتے ہیں، مدارس کے کوئی بھاری اخراجات نہیں ہوتے، ہم کفایتِ شعاری کے ساتھ چلایا کرتے ہیں اس نے بتایا کہ ہمارے مدارس کے کوئی بہت بڑے فنڈ نہیں ہوتے، تھوڑے فنڈ کے ساتھ بڑا کام کرتے ہیں۔ آپ میں سے بہت سارے ساتھیوں نے میٹرک کے امتحان دیئے ہوں گے، جب بورڈ کا امتحان دیتے ہیں تو فیس ہزاروں میں جاتی ہے اور ہمارے وفاق المدارس العربیہ میں جب آپ فیس دیتے ہیں تو سینکڑوں میں دیتے ہیں جو سب سے بڑی فیس ہے وہ میرا خیال ہے کہ 500 یا 540 ہوگی اور یہ تین سال سے مہنگائی زیادہ ہو رہی ہے لیکن تین سال سے، چار سال سے کوئی فیس زیادہ نہیں کی اور اتنا شاندار نظام کم اخراجات کے ساتھ جو وفاق المدارس العربیہ چلا رہا ہے دنیا کے کسی ادارے کے پاس کوئی نظیر موجود نہیں ہے اور حساب و کتاب اتنا شاندار ہے کہ ایک پیسہ بھی وفاق کا ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا۔ اور اب تک جو ہمارے اکابر کام کر رہے ہیں جو محنت کر رہے ہیں۔ صدر ہو، ناظم اعلیٰ ہو، عہدے دار ہو پہلے صدر سے لے کر اب تک جتنے صدر ہیں اور پہلے ناظم اعلیٰ سے لے کر اب تک جتنے ناظم اعلیٰ ہیں ان میں سے کسی نے بھی اپنے کام کی تنخواہ وصول نہیں کی فی سبیل اللہ کام کرتے ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ہاں ایسا شاندار نظامِ تعلیم ہے کہ اس کی نظیر دنیا کے اندر موجود نہیں جو استعداد ہمارے ہاں ان مدارس میں پیدا کی جاتی ہے۔ اس تعلیم کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ جب تک اس کی طرف پوری توجہ نہ دی جائے اس وقت تک انسان کو اس علم کے ساتھ مناسبت پیدا نہیں ہوگی۔ ہمارے

ہاں نظامِ تعلیم کے ماہر لوگ ہوئے ہیں، جو صفِ اوّل میں لائے جاسکتے ہیں حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے والد گرامی حضرت مولانا بیگی صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی اختلاط چھوڑ کر، تعلیم کے سواء باقی تعلقات چھوڑ کر اور یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے، اسباق پڑھتا، تکرار کرتا ہے وہ فطری طور پر استعداد میں جتنا بھی کمزور ہو ایک دن ضرور اس کے اندر علم کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔ حضرت مولانا بیگی صاحب نے فرمایا: کوئی آدمی کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو، لیکن تعلقات کو نہیں چھوڑتا، تعلیم کے سواء باقی مصروفیات کو وہ نہیں چھوڑتا، ہر طرف اس کی توجہ ہے وہ امتحان پاس کرتا چلا جائے گا۔ جو مرضی کرتا ہوا چلا جائے لیکن کتاب کے ساتھ، اس علم کے ساتھ مناسبت پیدا نہیں ہو سکے گی۔ تو میرے دوستو! جس نظامِ تعلیم میں ہم لگے ہوئے ہیں یہ ہمارے اکابر کی ہمارے پاس امانت ہے۔

ہمارے مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب نے ایک واقعہ لکھا ہے جب ایوب خان نے اسلامی نظریاتی کونسل بنائی تھی تو اس میں علماء میں سے صرف حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ کو رکھا تھا اور ڈاکٹر فضل الرحمن بھی تھے، ان کا مقصد تو اسلامی تعلیمات میں تحریف اور اس کو مسخ کرنا تھا۔ حضرت فرمانے لگے: جب اس کی کانفرنس شروع ہوئیں تو میں نے ان کو کہا کہ پہلے اصول طہ کرنے چاہیے کہ اسلامی مسائل کا ماخذ کیا ہوگا تو ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے کہا کہ قرآن۔ حضرت نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور فقہ کہاں گئی۔ انہوں نے کہا کہ: سنت اور فقہ یہ تو بعد کے بادشاہوں کی، عجمی بادشاہوں کی سازش ہیں، پر ان کی بنائی ہوئیں چیزیں ہیں۔ حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے فرمایا ہمارے ان علوم کے جو آئمہ تھے، ان کی تو بادشاہوں سے ہمیشہ لڑائی رہی ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا جنازہ جیل سے نکلا، امام بخاریؒ، بخاری سے نکل کر سمرقند شہر میں جا کر انتقال ہوا، اپنے شہر بخاری میں ان کو موت اور قبر کی جگہ تک نہیں ملی، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے حالات بھی حکومت کے ساتھ ایسے ہی تھے۔ تو آپ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بادشاہوں کی بنائی ہوئی فقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بادشاہوں کے ساتھ تو بننے ہی نہیں دی۔ یہ ہمارے اکابر، بزرگ اور ائمہ جو تھے یہ وہ لوگ نہیں تھے جو لڑنے والے ہوں، صلح پسند نہ ہوں، ان لوگوں کے مزاج میں بڑا اعتدال تھا، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ایسی احادیث عامۃ الناس میں بیان کی جائیں، جن سے

لوگ حکومت کے خلاف خروج کا جواز سمجھیں، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے حالات بنائے تاکہ بعد میں آنے والی امت کو یہ پتہ چلے کہ یہ علوم جو ہیں یہ حکومت کے سایے میں نہیں ہیں یہ اللہ پاک کی مرضی و منشاء کے مطابق مرتب ہو کر آئے ہیں۔ اور حریت والے مدارس ہمیشہ باقی رہیں گے الحمد للہ یہ نظامِ تعلیم آج برصغیر میں آپ کو نظر آئے گا۔ اور جو ادارہ بھی حکومتی پالیسیوں کے تحت ہوتا ہے اس میں 90% سے زیادہ کرپشن اور نااہلی آپ کو نظر آئے گی اور اوپر کی سطح تک آپ کو نااہلی نظر آئے گی، ان وزارتوں اور ان کے سیکٹروں میں جو نااہلی تھی وہ عدالتوں میں آشکارہ ہو چکی ہے، آپ کے سامنے ہے کرپشن، نااہلی اور بدامنی یہ ہمارے اداروں کا نشان اور پہچان بن چکیں ہیں، لیکن الحمد للہ ان مدارس میں اگر آپ دیکھیں! تو آپ کو مثالی قسم کی امانت داری نظر آئے گی اور اہلیت کا یہ حال ہے کہ دنیا بھر کے لوگ دو مقاصد کے لیے پاکستان آنا چاہتے ہیں۔

1- مدارس سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے

2- رائیونڈ تہذیبی جماعت میں وقت لگانے کے لیے

ان دو کاموں کے لیے دنیا یہ چاہتی ہے کہ ہم کو پاکستان کا ویزہ مل جائے، اگر اس وقت دنیا کے لیے ویزے کھول دیئے جائیں تو ہمارے مدارس میں پاکستانیوں کی تعداد کم اور باہر سے آنے والے طلبہ کرام کی تعداد بڑھ جائے گی، تو میں عرض کر رہا تھا کہ حریت والے مدارس جب تک اس میں اللہ پاک کی منشا اور رضا کے مطابق پڑھتے پڑھاتے رہیں گے، اللہ پاک بھی ہم سے کام لیتے رہیں گے، دنیا ان مدارس کو ختم کرنا چاہے گی لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایسی الجھنوں کے اندر ڈالیں گے کہ وہ لوگ ان الجھنوں کے دور کرنے میں لگ جائیں گے۔ اپنے کاموں کے اندر پڑ جائیں گے، عرصہ دراز جب سے ہم نے ہوش سنبھالی ہے ہم یہی دیکھتے آرہے ہیں کہ حکومتیں یہی کہتی آرہی ہیں کہ یہ مدارس جو ہیں یہ قومی دھارے کے اندر شامل نہیں ہیں۔ ان کو قومی دھارے کے اندر شامل ہونا چاہیے۔ ان مدارس کے خلاف دھول بھی اڑائی گئی، یہ سخت قسم کے لوگ ہوتے ہیں، یہ سفاک قسم کے لوگ ہوتے ہیں، لیکن انہی چند دنوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دیکھا یا کہ اگر یہ جمہوری انداز سے احتجاج کرنے میں آئے تو سب سے زیادہ پر امن احتجاج یہ ہی کر سکتے ہیں، سب سے بہتر اور منظم کام یہ دین دار لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ اتنا بڑا ملک کا احتجاج ہوا، مارچ

ہوا، لیکن اس مارچ میں ایک جان جانا دور کی بات ہے کسی ایک آدمی کی ایک انگلی سے خون بھی نہیں نکلا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم اپنے اکابر کے امین ہیں اکابر کی امانت ہماری طرف منتقل ہو رہی ہے، لیکن جس طریقے سے ہمارے اکابر نے وہ امانت اپنے دلوں کے اندر سموئی تھی وہ طریقہ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ یہ امانت ہمیں دیں گے اور اگر وہ طریقہ اختیار نہ کیا تو یہ امانت اللہ پاک پھر کسی اور کے حوالے کر دیں گے۔ ہمارے اکابر نے بہت تکرار کے ساتھ، کثرت کے ساتھ ہر موقع پر یہ بات کہی ہے کہ العلم یعطیک بعضہ حتی تعطیہ ملک ”علم تم کو ذرا برابر نہیں آسکتا جب تک تم اپنے آپ کو مکمل طور پر علم کے حوالے نہ کر دو“، آج سب سے زیادہ توجہ کی کمی نظر آ رہی ہے جب سے موبائل آیا ہے اور اس کے ساتھ اس میں انٹرنیٹ آیا ہے اور دوسری چیزیں آئی ہیں، بے شک اس میں افادیت کے پہلو بھی بہت زیادہ ہیں۔ بہت ساری کتابیں P.D.F کی شکل میں میری جیب کے اندر موجود ہیں، اگر وہ لائبریری میں ہو تو کئی کمروں کے اندر وہ آئیں، افادیت بھی بہت ہے لیکن نقصان کا پہلو یہ ہے کہ اس نے طالب علم کی علم سے توجہ ہٹا دی ہے۔ چنانچہ ہمارے طلبہ کو علم میں مکمل توجہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے:

اللہ کے پاس، آسمان کے نیچے، اس زمین کے اوپر اللہ پاک کی جو سب سے بڑی نعمت ہے وہ دین کی سمجھ ہے۔ یوقی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً کسی چیز کے بارے میں اللہ پاک نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی سوائے دین کی سمجھ کے اور دین کی سمجھ کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ پوری توجہ مانگتا ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من اوفی زهداً فی الدنیا جس آدمی میں دنیا سے بے رغبتی پائی جاتی ہو گفتگو میں کمی ہو، کم بولنے کی اس کی عادت ہو، فرمایا: اس کے قریب ہو کر بیٹھا کرو کیونکہ یلقی الحکمۃ اس کے قلب پر حکمت کا القاء ہوتا ہے۔ تم پاس بیٹھو گے تو اس حکمت سے تمہیں بھی حصہ مل جائے گا اس سے یہ معلوم ہوا کہ دین جو ہم پڑھتے ہیں یہ دنیا کی لالچ کے ساتھ، دنیا کے پیچھے دوڑنے سے نہیں آتا۔ جتنا دنیا سے بے رغبتی زیادہ ہو اور زبان کی احتیاط زیادہ ہو اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس علم کا قلب پر القاء فرماتے ہیں۔ مدارس بے شمار ہیں، لیکن بعض علماء کو اللہ تعالیٰ نے قیادت کی شان عطا فرمائی ہے اور وہ ضرورت کو اس وقت دیکھا کرتے ہیں جب کہ دوسروں کو ابھی اس ضرورت کا احساس تک

نہیں ہوتا ایسے بزرگوں میں سے ہمارے والد صاحب کے شیخ اور استاد جن کا میں نے اپنے والد صاحب کی زبان سے سب سے زیادہ احترام سنا وہ حضرت مولانا خیر العلماء خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ تھے۔ حضرت جب خیر المدارس تشریف لائے تو تین ادارے قائم کیے۔

1- سکول بنایا۔

2- مدرسہ بنایا بچوں کا۔

3- تعلیم النساء

اس زمانے میں مدرسوں کے ساتھ بچیوں کی تعلیم کا انتظام نہیں تھا۔ حضرت نے خود اسباق پڑھا کر معلمت کو تیار کیا تھا اور اب پاکستان میں ماشاء اللہ بنات کے مدارس اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلبہ کی تعداد کم ہوگی اور طالبات کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ دنیا ویسے ہی ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ یہ بچیوں کو پیچھے ڈالتے ہیں اور ان کو اہمیت نہیں دیتے حالانکہ ہم بچیوں کو زیادہ پڑھا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں فارغ ہونے والی بچیاں زیادہ ہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے توجہ فرمائی تو اس وقت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو قیادت کی شان عطا فرمائی تھی اور اس قیادت کی وراثت آج بھی پاکستان کے پاس موجود ہے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب کے اثرات اور ان کی حکمت و بصیرت اللہ پاک نے ہمیں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) کی شکل میں عطا فرمائی ہے، بیس، تیس سال سے جن مشکلات کا مدارس کو سامنا ہے وہ آپ حضرات کے سامنے ہے لیکن مولانا الحمد للہ اس طریقے سے مدارس کو لے کر چل رہے ہیں کہ مدارس کے نصاب کی ایک سطر میں بھی کوئی ہم سے جبری تبدیلی نہیں کروا سکا۔

میرے عزیز طلبہ و طالبات آپ اپنے مقام کو سمجھیں اور جو ہمارے بزرگوں کا طریقہ تھا اس کو سمجھیں اور اپنائیں اور اپنے آپ کو پورے طور پر اپنے اکابر کا وارث بنائیں۔

واخرد عوانا ان الحمد لله رب العالمین۔



مفتی محمد فیصل حمید

شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

گوشہ طلبہ

دوسری قسط

سکتہ یا وقفِ خفیف (۷)

سکتہ سے متعلق چند قواعد گزشتہ سبق میں بیان کیے گئے تھے، بقیہ قواعد درج ذیل ہیں:-

۸۔ بعض اوقات عبارت میں کوئی الجھاؤ اور پیچیدگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اگر اس جگہ سکتہ کی

علامت لگا دی جائے تو وہ الجھاؤ دور ہو جاتا ہے، مثلاً:

(i) تم، خالد، عثمان، حسن اور زید سکول کیوں نہیں گئے؟

(ii) جو تھا، نہیں ہے، جو ہے، نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ حُرمانہ

قریب تر ہے، نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ

۹۔ جب چند جملے ایک ساتھ اس طرح آئیں کی وہ سب مل کر ایک ہی معنی دیں، ان کی الگ الگ

مستقل کوئی حیثیت نہ ہو تو ان کے درمیان بھی سکتہ لگایا جاتا ہے، مثلاً:

(i) ”اسلام کے پیروکار اس وقت صنعتی، اقتصادی، سائنسی ترقی کی رو سے یقیناً دور زوال سے گزر

رہے ہیں، مغرب کی علمی و صنعتی برتری ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، اس کی صنعتی برتری سے فائدہ اٹھا کر

مغربی تہذیب بھی اپنی پوری چمک، دک، آب و تاب کے ساتھ اسلامی تمدن، اسلامی روایات، اسلامی اخلاق و اقدار پر حملہ آور ہے اور اس حقیقت کے اعتراف کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہونی چاہیے کہ یہ تہذیب عالم اسلام کے ایک بڑے طبقے پر فتح حاصل کر چکی ہے، اس کی تابانیوں کے سامنے ان کی آنکھیں خیرہ، ان کے دل کرویدہ، ان کے دماغ مسحور اور ان کا شعور مفلوج اور مکمل مفلوج ہو چکا ہے، بد قسمتی سے مغربی تہذیب سے بری طرح مرعوب ہونے والا یہ طبقہ اسلامی ملکوں کا خوش حال، صاحب حیثیت اور صاحب اقتدار طبقہ ہے، مسلمانوں کے اس جدید تعلیم یافتہ، صحیح لفظوں میں مغربی تعلیم یافتہ طبقے کا مغربی تہذیب و اخلاق سے متاثر ہونا ایک المیہ ہے، عظیم المیہ، انسانیت کا المیہ، عالم اسلام کا المیہ، اسلامی تاریخ کا المیہ۔“

۱۰۔ اردو زبان میں بعض اوقات جملے میں فعل کے بعد ”کر“ یا ”کے“ مخدوف ہوتے ہیں، ایسی صورت میں فعل کے بعد سکتہ لگا دیا جاتا ہے، جیسے:

(i) خالد ہاتھ منہ دھو، کتابیں اٹھا، مدرسے کو چل دیا۔

(ii) انس کافی دیر سے گاڑی کے انتظار میں سٹیشن پر بیٹھا تھا، جیسے ہی گاڑی پہنچی، وہ سامان اٹھا، گاڑی میں سوار ہو گیا۔

11۔ موصول، صلہ اور شرط و جزا کے درمیان علامت سکتہ لگائی جاتی ہے، جیسے:

(i) جب شام ہوئی، سب پرندے اپنے اپنے گھونسلوں میں لوٹ گئے۔

(ii) گذشتہ ہفتے ہمارے مدرسے میں تقریب نتائج امتحانات کا انعقاد کیا گیا، پروگرام کے تمام انتظامات مکمل تھے، صرف مہمان خصوصی کا انتظار تھا، جب مہمان خصوصی تشریف لے آئے، پروگرام کا آغاز کر دیا گیا۔

(iii) اگر ہم جانتے داغ جدائی، نہ کرتے اتنی الفت تم سے بھائی

۱۲۔ بسا اوقات اشعار میں لفظوں کی ترتیب یوں آگے پیچھے ہوتی ہے کہ اگر ان لفظوں کو الگ الگ ٹکڑوں میں تقسیم نہ کیا جائے تو شعر کا مفہوم واضح نہیں ہوتا یا مفہوم کچھ سے کچھ ہو سکتا ہے یا شعر کی قراءت درست نہیں ہوتی ایسی جگہوں پر الفاظ کی جز بندی کے لیے ان کے درمیان سکتہ کی علامت لگادی جاتی ہے جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کونسا لفظ دوسرے کس لفظ کے ساتھ ہے، جیسے:

(i)۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں، ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(ii)۔

پھر بادِ بہار آئی، اقبال! غزل خواں ہو
غنجیہ ہے اگر، گل ہو، گل ہے، تو گلستاں ہو

تو خاک کی مٹھی ہے، اجزا کی حرارت سے
برہم ہو، پریشاں ہو، وسعت میں بیاباں ہو

تو جنسِ محبت ہے، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر، اس دیس میں، ارزاں ہو

کیوں ساز کے پردے میں، مستور ہوئے تیری
تو نغمہ رنگیں ہے، ہر گوش پہ عریاں ہو
اے رہو فرزانہ! رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے، تو شبنم ہو، صحرا ہے، تو طوفاں ہو

ساماں کی محبت میں، مضمحل ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل، غارت گرِ ساماں ہو

۱۳۔ جب دو لفظوں کو ملا کر پڑھے جانے کا اندیشہ ہو اور اس سے معنی میں خلل واقع ہوتا ہو تو ان کے

درمیان بھی سکتہ لگایا جاتا ہے، جیسے:

(i) مسدس، حالی کی شہرہ آفاق نظم ہے۔

(ii) حقیقی طالب علم کی طلب میں کبھی کمزور نہیں پڑتا۔

(iii) جس طالب علم نے طالب علمی کے زمانے میں خوب محنت و جاں فشانی سے کام لیا، راتیں مطالعہ کرتے اور تہجد پڑھتے ہوئے گزاریں، اسباق میں ہمیشہ حاضر رہا، اساتذہ کی خدمت اور اپنے علم پر عمل کرتا رہا، اہل اللہ کی صحبت میں جاتا رہا، ایسا طالب علم بہترین عالم بن کر نکلتا ہے، یہ عالم، دین کے مذاق و مزاج سے خوب واقف ہوتا ہے۔

کرنے کا کام

عزیز طلبہ و طالبات! مذکورہ بالا قواعد کو بار بار پڑھ کر خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور درج ذیل عبارتوں میں ان کی عملی مشق کر کے شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ دارالتقویٰ کو ارسال کر کے رہنمائی لیں:-

۱۔۔۔ ۱۸۵۷ء میں شروع ہونے والی آزادی کی یہ تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی اور بالآخر طویل جدوجہد کے بعد ۱۹۴۷ء کو ”پاکستان“ کے نام سے ایک اسلامی فلاحی جمہوری اور آزاد مملکت معرض وجود میں آئی لیکن افسوس ہے کہ وطن عزیز کو روز اول ہی سے اندرونی و بیرونی سازشوں کا سامنا رہا ہے ہماری آنے والی نئی نسل جس کے کندھوں پر کل کو اس ملک کو چلانے اور بچانے کی ذمہ داری پڑنے والی اسے چاہیے کہ اس ملک کے قیام کے مقصد کو پہچانے اور آنے والے وقت میں اسے ایک مکمل اسلامی ریاست امن و امان والی ریاست ہمدردی اور بھائی چارے والی ریاست مروت و رواداری والی ریاست اتفاق و اتحاد والی ریاست بنائے۔

۲۔۔۔

جو آنا چاہو ہزار رستے نہ آنا چاہو تو عذر لاکھوں
مزاج برہم طویل رستہ برستی بارش خراب موسم

۳۔

نثار میں تری گلیوں کہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے جسم و جاں بچا کے چلے

ہے اہل دل کے لیے اب یہ نظم بست و کشاد
 کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سنگ آزاد
 بہت ہے ظلم کے دست بہانہ جو کے لیے
 کہ چند اہل جنوں تیرے نام لیوا ہیں
 بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
 کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں
 مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
 ترے فراق میں یوں صبح و شام کرتے ہیں
 یونہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
 نہ ان کی رسم نئی ہے نہ اپنی ریت نئی
 یونہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
 نہ ان کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی
 اسی سبب سے فلق کا گلا نہیں کرتے
 ترے فراق میں ہم دل برا نہیں کرتے
 گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
 یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
 گر آج اوج پہ ہے طالع رقیب تو کیا
 یہ چار دن کی جدائی تو کوئی بات نہیں
 جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں
 علاج گردش لیل و نہار رکھتے ہیں



”عشاق“

جن کی گفتار میں رفتار ہے لہروں کی طرح
 جن کے چہروں پے ہے اک نور اجالوں کی طرح
 جن کی باتیں ہیں صداقت کی قباؤں میں چھپیں
 جن کے جذبوں میں لطافت ہے گلابوں کی طرح
 جن کے لفظوں کی جلی کو قلم جذب کرے
 جن کے دل درد سے لبریز پیالوں کی طرح
 جن کو فرقت میں بھی قربت کے مزے ملتے رہیں
 جن کی راتوں میں خماری ہے شرابوں کی طرح
 جن کو میخانہ جاناں سے ملے عشق و جنوں
 جن کی پرواز کی رفعت ہے فرشتوں کی طرح
 اپنے ”مولا“ کا دل و جان سے کرتے ہیں ادب
 عشق والے انہیں ”عشاق“ کا دیتے ہیں لقب



دارالافتاء و تحقیق

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

آپ کے مسائل کا حل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے بارے میں چند سوالات

سوال: 1

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کے کسی بھی حصے میں مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ چاہے دل میں نیت یہ ہو کہ ہماری بات اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائیں گے۔

سوال: 2

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روضہ پاک پر جا کر ان سے مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: 3-

روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہماری شفا فرمائیں کر دیں دینی یا دنیاوی

حاجات میں۔

جواب:

1- درود پاک کے بارے میں تو یہ ہے کہ وہ کسی جگہ سے بھی پڑھا جائے وہ پہنچایا جاتا ہے۔ عام گفتگو یا دعا کے بارے میں شریعت سے اس کا ثبوت نہیں۔ اور چونکہ ان باتوں کو عقل سے طے نہیں کیا جاسکتا اس لیے ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

2۔ روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صرف درود و سلام یا دعائے مغفرت کی طلب منقول ہے۔ اس لیے اسی پر اکتفاء کرنا چاہیے۔

3۔ دعائے مغفرت اور قیامت کی شفاعت کی طلب جائز ہے اور دنیوی حاجات کے بارے میں اوپر والا جواب ہے۔

حروف و اعداد، ساعات سعد و نحس کو موثر سمجھنا

سوال:

عالمین نقوش لکھتے ہوئے مخصوص تعداد اور ترتیب سے حروف اور اعداد کا استعمال کرتے ہیں اور اس میں ستاروں کی سعد اور نحس ساعتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بعض عامل ان حروف اور اعداد کو براہ راست موثر مانتے ہیں۔ اور بعض ان حروف کو مؤکلات کے ساتھ موثر مانتے ہیں۔ آسیب اور مختلف بیماریوں کے لیے انہیں آویزاں کرنا، گلے میں لٹکانا، کہیں دبانا، یا فنتیلہ کی صورت میں جلا کر اس کا دھواں دینا مستعمل ہیں۔ مذکورہ بالا صورتوں میں تاثیر الحروف اور تاثیر الاعداد کی کیا حقیقت ہے؟ نیز حتمی رائے قائم کرنے کے لیے کیا دلائل ہیں؟

جواب:

مذکورہ صورت میں اگر حروف و اعداد کو موثر بالذات سمجھا جاتا ہو اور ساعات سعد و نحس کو اسی طرح موثر بالذات سمجھا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر ستاروں کی ساعات سعد و نحس کو موثر بالذات نہیں مانتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو اسباب عادیہ سمجھتا ہو تو یہ کفر تو نہیں لیکن مکروہ پھر بھی ہے۔

اور اگر ستاروں کی ساعات سعد و نحس کی رعایت رکھے بغیر محض قرآن کی کسی آیت یا حدیث کی کسی دعا کے اعداد و حروف کو اس لیے لکھا جاتا ہو کہ قرآن و حدیث کی بے ادبی نہ ہو اور جو فائدہ قرآن و حدیث کے الفاظ کا ہے وہ فائدہ ان کے اعداد سے بھی حاصل ہو جاتا ہے جو کہ تجربہ سے ثابت ہے تو یہ صورت جائز ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس سے ثابت ہوا کہ کو اکب کی تاثیر غیبی کا قائل ہونا ایک گونہ شرک ہے اکثر عملیات میں ساعت یا

دن کی قید ہوتی ہے جس کی رعایت عامل کرتے ہیں بعض عامل مہینہ کے عروج و نزول کا لحاظ کرتے ہیں، اور ان سب کی بنیاد وہی نجوم کی تاثیر کا اعتقاد ہے۔ یہ حدیث اس کو باطل اور معصیت ٹھہراتی ہے۔“ (عملیات و تعویذات کے شرعی حکم: 102)

نیز فرماتے ہیں:

”اگر کوئی ان کو اکب کی تاثیر کا قائل ہو اس کے حکم میں تفصیل یہ ہوگی کہ اگر وہ شارع کی تکذیب نہیں کرتا، بعض نصوص میں کچھ تاویل کرتا ہے اور کو اکب کو مستقل بالتاثیر نہیں مانتا بلکہ باذن الہی ان کو اسباب عادیہ سمجھتا ہے، سو چونکہ یہ اعتقاد واقع کے خلاف ہے اس لیے اس شخص کو صرف جھوٹ کا گناہ ہوگا اور نصوص کی تاویل سے تعجب نہیں کسی قدر بدعت کا بھی گناہ ہوگا۔ اگر شارع علیہ السلام کی تکذیب کرتا ہے، یا کو اکب میں مستقل تاثیر مانتا ہے تو وہ شخص کافر و مشرک ہے۔“ (ایضاً 104)

اور امداد الفتاویٰ میں علم نجوم پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

عام طور پر خود اہل فن اور دوسرے رجوع کرنے والے بھی کو اکب کو متصرف و فاعل مستقل سمجھتے ہیں۔ جو مثل عقیدہ علم غیب کے خود یہ عقیدہ استقلال فعل و تصرف کا شرک جلی اور منافی توحید ہے۔ جس طرح عقیدہ باطلہ معصیت ہے اسی طرح عمل بھی معصیت ہے اور نجومی اس سے خالی نہیں۔ (398/5)

ایصال ثواب

سوال:

فوتگی کے بعد میت کے ایصال ثواب کے لیے اعلان اور دن متعین کر کے خاص طریقے پر مسجد میں مروجہ قرآن خوانی، تیجہ اور رسم قل وغیرہ ادا کرنا کیسا ہے؟ جب کہ ان رسوم میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔

جواب:

ایصال ثواب کرنا ایک نفلی کام ہے واجب نہیں اور محض نفلی کام کے لیے لوگوں کو جمع کرنا اور اس کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے۔

مستزری کا مرمت کے بعد پرانے پرزے وغیرہ فروخت کرنا

ایک دوکان پر موٹر سائیکل کی مرمت کا کام ہوتا ہے۔ تو ایسا عموماً ہوتا ہے کہ کوئی چیز پرزہ وغیرہ تبدیل کیا مثلاً ٹاپہ تو پرانا ٹوٹا ہوا ٹاپہ، گا ہک انہیں کے پاس چھوڑ گیا۔ چین گراری بدلائی تو پرانی ان کے پاس چھوڑ گیا۔ بریک شو بدلوایا اور پرانا ادھر چھوڑ گیا۔ عام طور سے گا ہک پرانی اشیاء کا مطالبہ نہیں کرتا الا ماشاء اللہ۔ بعض دفعہ ان اشیاء کی قیمت تقریباً نصف اجرت کے برابر ہوتی ہے۔ تو ان اشیاء کو ہم فروخت کر کے اس کی رقم استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب:

ملکینک کو چاہیے کہ مرمت کے بعد ایسا سامان اور پرزے گا ہک کے سامنے رکھ دے کہ یہ آپ کی پرانی اشیاء ہیں۔ پھر اگر گا ہک خود چھوڑ جائے یا نہ لینا چاہے تو ایسی اشیاء کو فروخت کر کے رقم استعمال کر سکتے ہیں۔

گھوڑے کا گوشت

سوال:

کیا گھوڑے کا گوشت حلال ہے؟ آج کل کچھ لوگ بہت زور و شور سے کہتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے گھوڑے کے گوشت کی حلت برقرار رکھی۔ آپ سے درخواست ہے قرآن و سنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

جواب:

گھوڑے کا گوشت مکروہ تنزیہی ہے۔ جنگ خیبر سے پہلے آپ ﷺ نے گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔ گھوڑے کی حرمت کا ذکر نہیں کیا۔ اس لیے وہ حلت پر باقی رہا۔



جامعہ کے شب وروز

* جامعہ دارالتقویٰ مری شاخ کے خماسی امتحان کے نتائج کی تقریب 10 دسمبر بروز اتوار بمقام جامعہ دارالتقویٰ مری میں منعقد ہوئی۔ نتائج کے اعلان کی اس تقریب میں جامعہ دارالتقویٰ مری کے بنین و بنات اور ان کے والدین و سرپرست حضرات خصوصی طور پر مدعو تھے۔ حضرت مولانا قاری سعید احمد عباسی خطیب جامع مسجد سنی بنک، جناب قاری محمد زرین عباسی پرنسپل اسلامک سکول مری، حضرت مولانا قاری محمد طارق صاحب خطیب جامع مسجد جی پی او اس کے علاوہ کثیر تعداد میں علمائے کرام حفاظ کرام اور معززین علاقہ نے شرکت کی۔ اس مبارک تقریب میں اعلیٰ درجات میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

* جامعہ کے شعبہ حفظ کے نتائج کی تقریب مورخہ 8 دسمبر بروز اتوار الہلال مسجد چوہدری لاہور میں منعقد ہوئی جس میں جملہ شاخوں کے طلبہ، اساتذہ اور بچوں کے والدین و سرپرست حضرات نے شرکت کریں کی۔ اہل علاقہ مرد و خواتین نے بھی بھرپور شرکت کی۔

ادارہ ہذا کے مہتمم حضرت مولانا اویس احمد صاحب مدظلہ 28 دسمبر بروز ہفتہ سے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے لئے سعودی عرب کے لئے روانہ ہو رہے ہیں، آپ کا یہ سفر 15 روزہ ہے، متعلقین نوٹ فرمائیں۔

جامعہ نے شعبہ حفظ و سکول کے لئے 3 کنال پر مشتمل جو قطعہ اراضی خریدا ہے اس پر عن قریب انشاء اللہ العزیز دارالقرآن کی تعمیر کا آغاز ہو رہا ہے، معاونین سے دعاؤں و تعاون کی اپیل ہے۔





التقوىٰ بوآزہائی سکول

(سائنس و آرٹس)

With Competent,
Energetic and Professional
Administration

حافظ، غیر حافظ بچوں کیلئے دینی ماحول میں سکول کی تعلیم

کوالیفائیڈ تجربہ کار اساتذہ

حفظ کی دہرائی

ٹیسٹ سیشن

عربی و انگریزی پریکٹس فوکس

بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت

شخصیت کی تعمیر پر خصوصی توجہ

کمپیوٹر سائنس لیب

100 فیصد
نتائج کا
حامل ادارہ

0423-5247910
0300-5553616

58 چوہرچی پارک لاہور

آج ہی
اپنی کاپی بک
کرا لیں

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

اشاعت
خاص

عصر حاضر کے مجدد و تبلیغ، مولانا الیاسؒ کے فیض یافتہ

حاجی عبدالوہابؒ

حاجی صاحب کے
حالات زندگی، احوال و
واقعات اور سیرت
و کردار کا ایک
حسین گلدستہ



شعبہ
نشر و اشاعت
جامعہ دارالتقویٰ، لاہور

0304-8142341

رابطہ نمبر